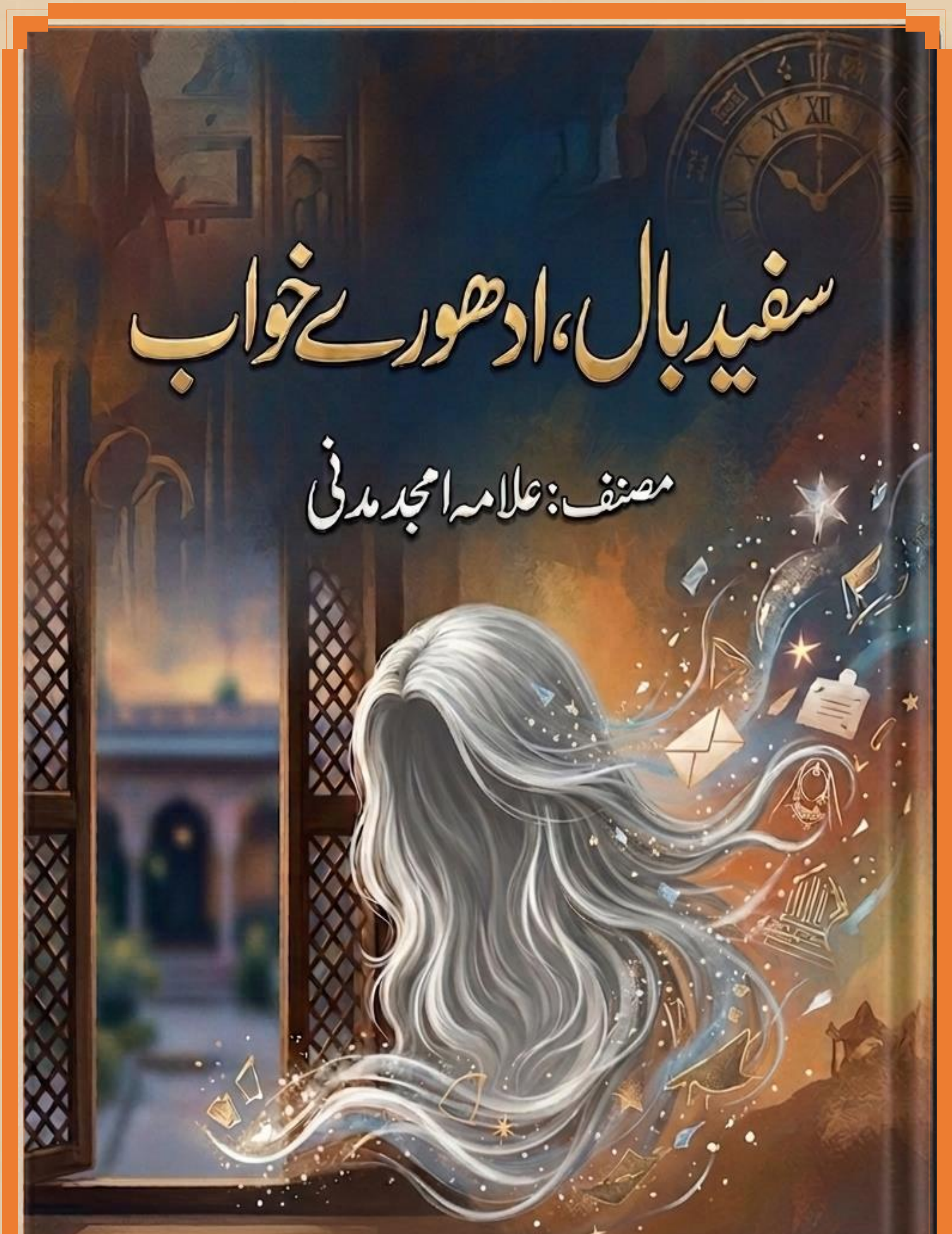

سفید بال، ادھورے خواب
مصنف: علامہ امجد مدنی

میں اپنی اس علمی و تحقیقی کاوش کو...

اپنی ان تمام اسلامی بہنوں کے نام کرتا ہوں

جن کی عمر کی بہاریں، معاشرتی رکاوٹوں، کٹھن حالات اور بیجا رسم ورواج کی نذر ہو رہی ہیں۔

ان پاکباز بیٹیوں کے نام...

جو ہر رات آنکھوں میں بسنے والے پاکیزہ خوابوں کو لیے، اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو کر "ہمسفر" کی دعائیں مانگتی ہیں۔

ان صابرہ بہنوں کے نام...

جن کے بالوں میں آنے والی چاندی ان کے صبر کی گواہی دے رہی ہے۔

دعا ہے کہ مسبب الاسباب، ان تمام بہنوں کے نصیب روشن فرمائے، ان کے گھروں کو آباد کرے اور انہیں وہ سکونِ قلب عطا فرمائے جس کی وہ حقدار ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

کائنات کا ذرہ ذرہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ جوڑا بننا محض ایک اتفاق نہیں، بلکہ **خالقِ ارض وسما کی وہ عظیم الشان حکمت ہے جس کے ذریعے انسانی قلوب کو سکون اور زندگی کو تقدس عطا کیا گیا ہے۔** جس طرح تپتی دھوپ میں شجر کا سایہ سکون بخشتا ہے، بالکل اسی طرح انسانی روح کے اضطراب کا واحد حل 'نکاح' کی صورت میں تخلیق کیا گیا آج ہم ایک ایسے دور میں جی رہے ہیں جہاں مادی ترقی نے ہمیں بہت کچھ دیا، لیکن ہم سے ہماری فطری راحت چھین لی۔ ہم نے تعلیم، کیریئر اور 'سیٹل' ہونے کے نام پر اس سنت کو اتنا مؤخر کر دیا کہ معاشرہ اخلاقی پستیوں کی دلدل میں جا گرا۔ ہم نے نکاح کو مشکل اور گناہ کو آسان بنا دیا۔ نکاح محض دو جسموں کا ملاپ نہیں، بلکہ دو روحوں کا وہ عہد ہے جو انسان کو آوارگی سے بچا کر پاکیزگی کے قلعے میں پناہ دیتا ہے۔ جب جوانی اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ دستک دیتی ہے، تو اسے کسی دیوار سے ٹکرانے کے بجائے ایک ایسے راستے کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے منزلِ مقصود تک پہنچا دے۔ وہ راستہ **نکاح** ہے یہ وہ شاہراہِ ہدایت ہے جسے **سرورِ کائنات ﷺ نے اپنے عملِ مبارک سے معطر فرمایا** اور اسی سنتِ مطہرہ کی ضیاپاشیوں سے ایک ایسے معاشرے نے جنم لیا جس کی نظیر تاریخِ انسانی پیش کرنے سے قاصر ہے

تنہائی وہ زہر ہے جو انسان کو اندر سے کھوکھلا کر دیتی ہے، جبکہ نکاح ایک ایسی ہمراہی فراہم کرتا ہے جو ہر مشکل میں سہارا بنتی ہے۔

معاشرے کا ایک عام المیہ یہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں "**:پہلے کمالو، پیروں پر کھڑے ہو جاؤ، پھر شادی کرنا۔** "لیکن یہ محض انسانی سوچ ہے، جبکہ ربِ کائنات کا وعدہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں صریح الفاظ میں نکاح کو وسعتِ رزق کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (۳۲)[1]

اور تم میں سے جو لوگ مجرد (بن بیاہے) ہوں ان کا نکاح کر دو، اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو صالح ہوں ان کا بھی۔ **اگر وہ فقیر (تنگ دست) ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی (مالدار) کر دے گا**، اور اللہ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے)

اس کتاب کا مقصد کسی روایتی بحث کا حصہ بننا نہیں، بلکہ اس خاموش چیخ کو الفاظ دینا ہے جو ہر نوجوان کے سینے میں دبی ہوئی ہے۔ یہ کتاب ایک آئینہ ہے جو ہمیں دکھائے گی کہ ہم نے جس

---

[1] سورۃ النور:32

شادی کو 'بوجھ' سمجھ لیا تھا، وہ دراصل ہماری زندگی کی سب سے بڑی **سرمایہ کاری** اور **نجات** کا ذریعہ ہے۔

اگر آپ اپنی زندگی میں برکت، نظر میں حیا، دل میں سکون اور معاشرے میں وقار چاہتے ہیں، تو آیئے اس قدیم مگر سدا بہار حل کی طرف لوٹ چلیں جسے 'نکاحِ' کہا جاتا ہے۔

یاد رکھیے پاکیزہ رشتوں میں کی جانے والی جلدی دراصل شیطان کے ہزاروں واروں سے بچنے کی ایک کامیاب ڈھال ہے

وقت کی نبض پر ہاتھ رکھا تو معلوم ہوا کہ معاشرے کے وجود کو جس موذی مرض نے اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے، وہ اس عظیم سنتِ نبوی ﷺ سے دوری اور اس کی ادائیگی میں غیر ضروری تاخیر ہے۔ جب میں نے دیکھا کہ پاکیزہ رشتوں کے بندھن کٹھن اور گناہوں کی راہیں سہل ہو رہی ہیں، تو مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے ان چند اوراق پر اپنے دل کا درد بکھیرنے کی سعادت حاصل کی۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور انہیں کسی بھٹکے ہوئے راہی کے لیے روشنی کا مینار بنا دے

خیر اندیش وطالبِ دعا

علامہ امجد مدنی

03113256982

دہلیز پر دم توڑتی سسکیاں

اسلامی معاشرت میں نکاح صرف دو افراد کا ملاپ نہیں، بلکہ ایک پاکیزہ نسل کی بقا، حیا کی حفاظت اور سکونِ قلب کا ذریعہ ہے۔ اللہ رب العزت نے جوڑے بنا کر انسان پر احسان فرمایا اور اسے زمین پر محبت و رحمت کا استعارہ بنایا۔ مگر افسوس! اجنبی تہذیب کی نقالی، نام نہاد سماجی معیار، "لوگ کیا کہیں گے" کا بے جا خوف اور مادہ پرستی کی اندھی دوڑ نے اس آسان اور بابرکت سنت کو پہاڑ جیسا مشکل بنا دیا ہے آج ہمارے معاشرے کے بہت سے گھروں میں جوان بیٹیاں اور بہنیں خاموش لاشوں کی طرح زندگی گزار رہی ہیں۔ کہیں بھائیوں کی بے حسی ان کی راہ میں دیوار بن گئی ہے، تو کہیں والدین کی "اونچے گھرانوں" کی تڑپ نے ان کی جوانی کی بہاروں کو جھلس کر رکھ دیا ہے۔ ہم نے "بہترین نکاح وہ ہے جس میں بوجھ کم ہو" کے نبوی فرمان کو فراموش کر کے جہیز کے انبار، نوکری کی شرط اور برادری کے تفاخر کو اپنا معبود بنا لیا ہے۔ یاد رکھیے! جب نکاح مشکل کر دیا جائے تو معاشرے میں گناہ کی راہیں ہموار ہو جاتی ہیں۔ ایک بیٹی کا اپنے گھر کی دہلیز پر بوڑھا ہو جانا محض ایک فرد کی محرومی نہیں، بلکہ ایک پورے خاندان کی اخلاقی شکست ہے۔ اگلے صفحات پر درج یہ واقعات محض کہانیاں نہیں ہیں، بلکہ یہ ہمارے گرد و نواح میں بکھرے وہ نوحے ہیں جو ان بھائیوں اور باپوں سے سوال کرتے ہیں جن کے پاس اپنی انا کے لیے تو بہت وقت اور سرمایہ ہے، مگر ان "جگر کے ٹکڑوں" کے لیے نہیں جن کے حقوق کا ضامن خود ربِ کائنات ہے۔ آیئے ان سچے اور تلخ واقعات کے آئینے میں اپنا عکس دیکھیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ تلافی کا وقت نکل جائے اور صرف پچھتاوا رہ جائے۔

لاپرواہ بھائی اور سسکتی جوانیوں کا نوحہ

عبداللہ صاحب جب تک زندہ تھے، ان کے کچے مکان میں بھی خوشیوں کا ڈیرا تھا۔ ان کی چار بیٹیاں ان کی آنکھوں کا تارا تھیں۔ وہ اکثر کہتے، "میری بیٹیاں میرے جگر کے ٹکڑے ہیں، میں ان کے ہاتھ پیلے کر کے ہی سکون کی سانس لوں گا۔" مگر موت نے انہیں مہلت نہ دی اور وہ چاروں بیٹیوں کا بوجھ دو جوان بیٹوں، **اسلم اور ارشد** کے کندھوں پر چھوڑ کر مٹی تلے جا سوئے۔

باپ کے جاتے ہی جیسے گھر کی دیواروں سے ممتا اور شفقت رخصت ہو گئی۔ اسلم اور ارشد اپنے کاروبار اور اپنی اپنی زندگیوں میں اتنے مگن ہوئے کہ انہیں یاد ہی نہ رہا کہ گھر کے ایک کونے میں چار بہنیں ان کی راہ تک رہی ہیں

بڑی بہن **زینب** نے کئی بار ہمت کر کے اسلم سے کہا، "بھیا! میری فکر نہ کریں، مگر کلثوم اور مریم کی عمریں نکلی جا رہی ہیں، کہیں سے کوئی رشتہ آئے تو بات کریں۔" مگر اسلم کا ایک ہی "جواب ہوتا، "ابھی حالات ٹھیک نہیں، ابھی ارشد کا کاروبار سیٹل ہو جائے، پھر دیکھیں گے

وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ سال گزرتے گئے، زینب کے بالوں میں چاندی اتر آئی۔ **کلثوم اور مریم** جو کبھی گھر کی رونق تھیں، اب خاموش رہنے لگیں۔ جب بھی کوئی رشتہ آتا، بھائی "معیار" اور "اخراجات" کا بہانہ بنا کر انہیں ٹال دیتے۔ وہ اپنی بیویوں کے لیے سونے کے زیور

لاتے، اپنے بچوں کو مہنگے اسکولوں میں بھیجتے، مگر بہنوں کے لیے ان کے پاس نہ وقت تھا اور نہ پیسہ۔

بڑھتی عمر اور معاشرے کے طعنوں نے سب سے چھوٹی بہن **ناہید** کے ذہن پر ایسا اثر کیا کہ وہ ایک رات چیخی اور پھر ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئی۔ اس کی آنکھوں کی چمک ختم ہو گئی اور وہ **پاگل** ہو گئی۔ وہ سارا دن ٹوٹے ہوئے کھلونوں سے کھیلتی اور باپ کا نام پکارتی۔

باقی تینوں بہنیں، **زینب، کلثوم اور مریم** شدید ذہنی ڈپریشن کا شکار ہو کر زندہ لاشیں بن گئیں۔ جس گھر سے ڈولیاں اٹھنی تھیں، وہاں سے اب سسکیاں ابھرتی تھیں۔ ایک دن اسلم نے دیکھا کہ زینب دیوار سے سر لگائے خالی نظروں سے آسمان کو دیکھ رہی ہے، اس نے اسے پکارا تو وہ نہ بولی۔ اس کا ذہن شل ہو چکا تھا

لوگ کہتے ہیں کہ تقدیر کا لکھا تھا، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس تباہی کے **اصل مجرم اسلم اور ارشد** تھے۔ وہ بھائی جنہوں نے نکاح جیسی مقدس سنت کو "بوجھ" سمجھا، جنہوں نے اپنی بہنوں کی جوانیوں کو اپنی انا اور لاپرواہی کی بھینٹ چڑھا دیا۔ انہوں نے بہنوں کو روٹی تو دی، مگر انہیں وہ عزت اور گھر نہ دیا جس کا وعدہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کیا تھا۔

آج ناہید کی زنجیریں اور زینب کی خاموشی ان بھائیوں سے سوال کر رہی ہے: "کیا قیامت کے دن تم اپنے باپ عبداللہ کو منہ دکھا سکو گے؟ کیا رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا تمہیں خوف

نہیں آیا کہ 'جس کی بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرے تو وہ جنت میں جائے گا'؟"

بہنوں کی بد دعا عرش ہلا دیتی ہے۔ جو بھائی اپنی بہنوں کے نکاح میں بلاوجہ تاخیر کرتے ہیں، وہ یاد رکھیں کہ وہ صرف بہنوں کی زندگی برباد نہیں کر رہے، بلکہ اپنی آخرت بھی داؤ پر لگا رہے ہیں۔

یہ تحریر ان تمام بھائیوں کے لیے ایک آئینہ ہے جو اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہیں۔

سونے کی زنجیریں اور بیٹی کے ارمانوں کا خون

چوہدری حاکم علی کے پاس دولت کی کمی نہ تھی، مگر ان کی ہوس نے انہیں اندھا کر دیا تھا۔ ان کی اکلوتی بیٹی **فاطمہ** اپنی حیا اور اخلاق کی وجہ سے پورے علاقے میں جانی جاتی تھی۔ جب فاطمہ نکاح کی عمر کو پہنچی، تو ایک دور کے رشتہ دار کا بیٹا **عثمان** اس کے لیے پیغام لے کر آیا۔ عثمان نہ صرف حافظِ قرآن تھا بلکہ ایک چھوٹے سے اسکول میں معلم بھی تھا۔ اس کا کردار بے داغ تھا اور وہ فاطمہ کو وہ عزت اور تحفظ دے سکتا تھا جس کا حکم اسلام دیتا ہے۔

جب حاکم علی کے سامنے عثمان کا ذکر ہوا، تو اس نے تمسخر اڑاتے ہوئے کہا" : ایک معمولی ماسٹر میری بیٹی کا رشتہ لے کر آیا ہے؟ میری بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے کنگن ہوں گے اور وہ بڑی گاڑیوں میں گھومے گی۔ میں اسے کسی کروڑ پتی کے گھر بیاہوں گا، کسی فقیر کے حوالے نہیں کروں گا

فاطمہ خاموشی سے اپنے کمرے میں آنسو بہاتی رہی۔ اسے دولت کی طلب نہیں تھی، اسے ایک ایسا جیون ساتھی چاہیے تھا جو اسے اللہ کے قریب کرے، مگر اس کے باپ نے "عثمان" کے دین اور اخلاق کو اس کے "بینک بیلنس" کی وجہ سے ٹھکرا دیا۔

سال گزرتے گئے، حاکم علی ہر آنے والے رشتے کو صرف اس لیے رد کر دیتا کہ "لڑکا اتنا امیر نہیں جتنا میں چاہتا ہوں"۔ وہ بڑی گاڑیوں اور بنگلوں والے رشتوں کے انتظار میں اپنی بیٹی کی

جوانی کی بہاریں لٹاتا رہا۔ آہستہ آہستہ فاطمہ کی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ گئے اور اس کے سر کے بالوں میں سفیدی جھلکنے لگی۔ اب مالدار تو کیا، متوسط طبقے کے لوگ بھی رشتہ لاتے ہوئے کترانے لگے کہ "لڑکی کی عمر اب زیادہ ہو گئی ہے

ایک شام حاکم علی اپنے ڈرائنگ روم میں بیٹھا ایک بہت بڑے بزنس مین کے بیٹے کا فوٹو دیکھ رہا تھا، جو دراصل عیاش اور بدکردار تھا مگر "مالدار" تھا۔ اس نے فاطمہ کو بلایا تاکہ اسے یہ "خوشخبری" سنائے، مگر فاطمہ نہ آئی۔ جب وہ اس کے کمرے میں گیا، تو دیکھا کہ فاطمہ جائے نماز پر سجدے کی حالت میں پڑی تھی۔ اس نے اسے ہلایا، مگر وہ ساکت تھی۔ فاطمہ اس دنیا سے رخصت ہو چکی تھی۔ اس کے سرہانے ایک ڈائری پڑی تھی جس پر لکھا تھا

بابا! آپ میرے لیے سونا ڈھونڈتے رہے، مگر میں نے تو صرف سکون مانگا تھا۔ آپ نے مجھے محلوں میں بٹھانے کے خواب دیکھے، مگر آپ کے ان خوابوں نے میری زندگی کے اصل ارمانوں کا خون کر دیا۔ کاش آپ عثمان کو میرے نصیب سے جوڑ دیتے، تو آج میں زندہ لاش نہ ہوتی

حاکم علی اب اس دولت کے انبار پر اکیلا بیٹھا روتا ہے، مگر وہ دولت فاطمہ کی جوانی اور اس کی زندگی واپس نہیں لا سکتی۔ اس واقعے کے **اصل مجرم** وہ باپ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو بھول گئے کہ "اگر دین اور اخلاق والا رشتہ آئے تو کر دو، ورنہ فتنہ برپا ہو گا

بیٹیوں کے ارمانوں کو اپنی انا اور لالچ کی بھینٹ نہ چڑھائیں۔ "غریب" شوہر کے ساتھ ایک نیک لڑکی خوش رہ سکتی ہے، لیکن ایک "بے دین" مالدار کے ساتھ وہ سونے کے پنجرے میں قید ہو کر مر جاتی ہے۔ نکاح کو آسان بنائیں اس سے پہلے کہ آپ کی بیٹی کی ڈولی کے بجائے اس کا جنازہ اٹھے۔

نوٹ: یہ تحریر ان والدین کے دلوں پر دستک ہے جو محض پیسے کی خاطر اپنی اولاد کا مستقبل داؤ پر لگا دیتے ہیں۔

نوکری کی تلاش اور سسکتی جوانی: ایک ادھوری خواہش کا نوحہ

صالحہ نے جب ایم اے مکمل کیا، تو وہ ایک خوابوں سے بھری لڑکی تھی جو اپنے گھر کی غربت مٹانا چاہتی تھی۔ اسی دوران اس کے لیے ایک بہت اچھا رشتہ آیا، لڑکا شریف تھا اور اپنا چھوٹا سا کاروبار کرتا تھا۔ لیکن اس کے باپ ماسٹر اسلم اور بھائی راشد نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ: "اتنی محنت سے پڑھایا ہے، ابھی تو اس نے نوکری کرنی ہے۔ پہلے یہ پاؤں پر کھڑی ہو جائے، پھر شادی کریں گے۔"

صالحہ نوکری کی تلاش میں ماری ماری پھرنے لگی۔ کبھی ایک پرائیویٹ سکول، کبھی دوسرا دفتر۔ ہر بار گھر والے اسے کہتے، "تھوڑی اور بڑی نوکری مل جائے، پھر شادی کریں گے تا کہ تمہاری تنخواہ سے چھوٹے بھائی کی پڑھائی اور گھر کا خرچہ چل سکے"۔

وقت کی سوئی اپنی رفتار سے چلتی رہی۔ صالحہ گھر کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے دن رات ایک کرتی رہی۔ اس کی تنخواہ سے بھائی کے کپڑے بنتے، گھر کا راشن آتا، مگر اس کی اپنی زندگی کا آنگن ویران رہا۔ ہر بار جب کوئی رشتہ آتا، بھائی یہ سوچ کر ٹال دیتا کہ "اگر بہن کی شادی ہو گئی تو گھر کا یہ خرچہ کون اٹھائے گا؟

دیکھتے ہی دیکھتے پندرہ سال گزر گئے۔ صالحہ جو کبھی پھول کی طرح ترو تازہ تھی، اب کام کی تھکن اور گھر کی فکروں میں مرجھا گئی۔ اس کی آنکھوں کی چمک ماند پڑ گئی اور بالوں میں چاندی اتنی نمایاں ہو گئی کہ اب کوئی رشتہ لے کر آتا تو صالحہ کی چھوٹی بہنوں کا پوچھتا۔

ایک دن صالحہ نے آئینے میں خود کو دیکھا تو چیخ اٹھی۔ اسے احساس ہوا کہ جس "نوکری" اور "پاؤں پر کھڑے ہونے" کے پیچھے اس نے اپنی پوری جوانی وار دی، اس نے اسے سوائے اکیلے پن اور جھریوں کے کچھ نہیں دیا۔ وہ اپنے ہی گھر میں ایک "کمانے والی مشین" بن کر رہ گئی تھی، جس کی اپنی کوئی خواہش، کوئی ارمان نہیں تھا۔

آج صالحہ ایک سرکاری عہدے پر تو فائز ہے، اس کے پاس گریڈ بھی ہے اور تنخواہ بھی، مگر وہ "بوڑھی" ہو چکی ہے۔ اس کے ساتھ کی لڑکیاں اب اپنے بچوں کی شادیاں کر رہی ہیں، اور صالحہ اب بھی اسی نوکری پر جاتی ہے، مگر شام کو جب وہ خالی گھر لوٹتی ہے، تو اسے احساس ہوتا ہے کہ کامیابی کا یہ تمغہ کتنا بوجھل ہے

اس واقعے کے اصل مجرم وہ باپ اور بھائی ہیں جنھوں نے بیٹی کی عفت اور اس کے گھر بسانے کے حق پر اپنی مادی ضرورتوں کو ترجیح دی۔ جنھوں نے یہ نہیں سوچا کہ عورت کا اصل وقار نوکری میں نہیں، بلکہ اپنے گھر کی ملکہ بننے میں ہے

نوکری ضرور کریں، لیکن اسے اپنی زندگی کا مقصدِ اول نہ بنائیں۔ والدین یاد رکھیں کہ بیٹی کی تنخواہ سے گھر تو چل سکتا ہے، مگر اس کی سسکتی جوانی کا حساب وہ کبھی نہیں دے سکیں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے نکاح میں جلدی کا حکم دیا ہے، اور جو لوگ رزق یا کیریئر کے بہانے اسے ٹالتے ہیں، وہ دراصل اپنی بیٹیوں کے ساتھ ظلم کرتے ہیں۔

کیا صالحہ کی نوکری اس کی تنہائی کا نعم البدل ہو سکتی ہے؟ کبھی نہیں۔

ادھوری آس اور سسکتی جوانی: "پہلے بھائی کی شادی" کی بھینٹ

والد کے انتقال کے بعد گھر کی ساری ذمہ داری بڑے بیٹے **کاشف** پر آ گئی۔ تین بہنیں جوان تھیں اور کاشف بھی شادی کی عمر کو پہنچ چکا تھا۔ سائرہ کے لیے کئی اچھے رشتے آئے، مگر ہر بار ماں یہی کہتی: "ابھی کاشف کا سہرا بندھنے دو، گھر میں بہو آئے گی تو بیٹیوں کی شادیوں کے کام میں ہاتھ بٹائے گی۔ ابھی کاشف کی شادی ضروری ہے تاکہ اس کا گھر بس جائے، پھر سکون سے بہنوں کو رخصت کریں گے

سائرہ جو سب سے بڑی تھی، اس نے اپنے ارمانوں کا گلا گھونٹ دیا تاکہ بھائی کا گھر بس سکے۔ کاشف کی شادی دھوم دھام سے ہوئی، بہو گھر آ گئی۔ سائرہ اور اس کی چھوٹی بہنیں **عارفہ اور بشریٰ** خوش تھیں کہ اب شاید ان کی باری آئے گی۔ مگر کاشف شادی کے بعد بدل گیا۔ اب اسے اپنی بیوی کے نخرے، بچوں کی فیسیں اور اپنے مستقبل کی فکر ستانے لگی۔

جب بھی سائرہ کے رشتے کی بات ہوتی، کاشف کہتا: "ابھی ذرا رک جاؤ، میرے بچوں کے اخراجات بہت ہیں، بہن کی شادی پر لگانے کے لیے ابھی پیسے جمع نہیں ہوئے یہ دس سال پلک جھپکتے گزر گئے۔ کاشف کے بچے اسکول جانے لگے، مگر بہنیں اسی کچے مکان کے ایک کمرے میں قید رہیں۔ **سائرہ** کی عمر 40 سال سے تجاوز کر گئی، اس کی آنکھوں کے نیچے گہرے حلقے پڑ گئے اور وہ خاموش رہنے لگی۔ **عارفہ** جو کبھی بہت ہنستی تھی، اب سارا دن تسبیح ہاتھ میں لیے

ایک کونے میں بیٹھی رہتی۔ **بشریٰ** جو سب سے چھوٹی تھی، اس کے چہرے کی رونق اداسی کی دھول میں دب گئی۔

ایک دن محلے کی ایک عورت نے کاشف سے کہا: "کاشف! سائرہ کی عمر نکلی جا رہی ہے، کوئی رشتہ دیکھ لو۔" کاشف نے بے حسی سے جواب دیا: "اب اس عمر میں اسے کون لے گا؟ اب تو یہ میرے بچوں کو سنبھالتی ہے، یہی اس کا نصیب ہے ایک رات سائرہ کو سینے میں شدید درد ہوا، وہ تڑپتی رہی مگر بھائی اور بھابھی اپنے کمرے میں سکون کی نیند سو رہے تھے۔ صبح جب عارفہ اسے جگانے گئی تو سائرہ کا جسم ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ وہ "بھائی کی شادی" اور "بچوں کی پرورش" کے نام پر اپنی پوری جوانی قربان کر کے خاموشی سے دنیا سے رخصت ہو گئی۔

سائرہ کے کفن دفن کے وقت کاشف دھاڑیں مار کر رو رہا تھا، مگر عارفہ نے اسے جھنجھوڑ کر کہا بھیا! اب مت روؤ! سائرہ آپ کی بے حسی اور ماں کی اس سوچ کی بھینٹ چڑھ گئی کہ 'پہلے بھائی کی شادی' ہو گی۔ آپ نے اپنا گھر تو بسا لیا، مگر ہماری زندگیوں کے چراغ گل کر دیے۔ آج "سائرہ کا جنازہ نہیں، بلکہ ان ارمانوں کا جنازہ ہے جو اس گھر کی دہلیز پر دم توڑ گئے۔

اصل مجرم کون؟

اس واقعے کے اصل مجرم وہ بھائی ہیں جو اپنی خوشیوں کے لیے بہنوں کی زندگیوں کو داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ وہ مائیں مجرم ہیں جو بیٹے کی شادی کو بیٹی کے فرض پر ترجیح دیتی ہیں۔ اللہ کے رسول

ﷺ نے بیٹیوں کے حقوق کی جو تاکید فرمائی، اسے ہم نے اپنی جھوٹی انا اور روایتی سوچ کے نیچے دبا دیا۔

یاد رکھیے! بہنوں کی شادی میں بلاوجہ تاخیر کرنا اور انہیں اپنے بچوں کا "آیا" بنا کر رکھنا ظلم عظیم ہے۔ جو بھائی اپنی بہنوں کا گھر نہیں بساتے، وہ کل قیامت کے دن اللہ کے حضور کیا جواب دیں گے؟

بہنوں کے سر کے بال سفید ہونے سے پہلے انہیں رخصت کیجیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی آہیں آپ کے بنے بنائے گھر کو اجاڑ دیں۔

جہیز کے انبار اور سفید بال: ایک بیٹی کی خاموش قربانی

مریم اپنے گھر کی سب سے بڑی بیٹی تھی۔ جب وہ بیس سال کی ہوئی، تو پڑوس سے ایک بہت اچھا رشتہ آیا۔ لڑکا برسرِ روزگار تھا اور مریم کو پسند بھی کرتا تھا۔ لیکن جب بات آگے بڑھی تو لڑکے والوں نے "فرمائش" تو نہ کی، مگر اصغر صاحب کی سفید پوشی نے انہیں پریشان کر دیا۔ اس نے سوچا میری بیٹی خالی ہاتھ جائے گی تو لوگ کیا کہیں گے؟ کم از کم فرنیچر اور سونے کا ایک سیٹ تو ہونا چاہیے

انہوں نے وقت مانگ لیا کہ "ذرا جہیز کی تیاری کر لیں، پھر شادی کریں گے

اصغر صاحب نے اپنی تنخواہ سے ایک ایک روپیہ جوڑنا شروع کیا۔ کبھی فریج کی قسط بھری، تو کبھی صوفوں کے لیے لکڑی خریدی۔ سال گزرتے گئے، مگر مہنگائی کی دوڑ میں جہیز کا سامان ہمیشہ ادھورا ہی رہتا۔ مریم خاموشی سے اپنے باپ کو بوڑھا ہوتے اور اپنے بھائی سجاد کو لاپرواہی کی زندگی گزارتے دیکھتی رہی

سجاد سے جب بھی مریم کے جہیز کے لیے مدد مانگی جاتی، وہ کہتا: "ابا! یہ آپ کی ذمہ داری ہے، میں نے اپنے دوستوں کے ساتھ ٹور پر جانا ہے۔" مریم کے ارمان اس کے بھائی کی بے حسی اور باپ کی مجبوری کے درمیان پس کر رہ گئے۔

دس سال بیت گئے، وہ رشتہ جو مریم کے لیے آیا تھا، کسی اور گھر کی ڈولی بن گیا۔ اب مریم کے چہرے پر جھریاں ابھرنے لگیں اور سر کے بالوں میں چاندی چمکنے لگی۔ وہ سامان جو برسوں پہلے خریدا گیا تھا، اب پرانا اور بوسیدہ ہو چکا تھا۔ فریج کا رنگ اڑ گیا تھا اور صوفوں کی لکڑی کو دیمک چاٹنے لگی تھی۔

ایک دن مریم نے اپنے کمرے میں پڑے اس ادھورے جہیز کے سامان کو دیکھا اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اسے احساس ہوا کہ **اس فرنیچر اور سامان کی قیمت اس کی جوانی سے زیادہ مہنگی پڑی ہے۔** اسے برتنوں کے انبار تو مل گئے، مگر وہ عمر اور وہ خوشیاں چھن گئیں جو دوبارہ کبھی لوٹ کر نہیں آنی تھیں۔

ایک دن مریم کے باپ، اصغر صاحب، جہیز کے لیے قرض کی درخواست لکھتے لکھتے دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ مریم اب اپنے بھائی کے گھر میں ایک "مفت کی نوکرانی" بن کر رہ گئی۔ وہ بھاری بھرکم جہیز کا سامان، جو اس کی شادی کے لیے جمع کیا گیا تھا، اب سجاد کی بیوی استعمال کر رہی ہے، اور مریم ایک کونے میں بیٹھی اپنی سفید ہوتی زلفوں کو دیکھ کر یہ سوچتی ہے

کاش! میرے باپ نے جہیز کے انبار کے بجائے رسول اللہ ﷺ کی اس سنت پر عمل کیا ہوتا کہ 'نکاح کو آسان بناؤ'۔ کاش! معاشرہ بیٹی کو سامان کے ساتھ نہیں، بلکہ اس کے نصیب کے ساتھ قبول کرنا سیکھ لیتا

اس واقعے کے **اصل مجرم** وہ تمام لوگ ہیں جو "لوگ کیا کہیں گے" کے ڈر سے بیٹیوں کو گھر بٹھائے رکھتے ہیں۔ وہ بھائی مجرم ہیں جو بہنوں کے نصیب پر اپنی عیاشیوں کو ترجیح دیتے ہیں، اور وہ سسرال والے مجرم ہیں جو بہو نہیں بلکہ "سامان کی فہرست" دیکھ کر رشتہ کرتے ہیں۔

جہیز کا مطالبہ ہے جس نے ہماری بیٹیوں سے ان کی مسکراہٹیں چھین لی ہیں۔ یاد رکھیے! بہترین نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم بوجھ ہو۔ بیٹی کے ہاتھ پیلے کرنے کے لیے سونے کے زیور نہیں، بلکہ ایک نیک سیرت انسان اور سادگی کی ضرورت ہوتی ہے۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ جہیز کی قسطیں بھرتے رہیں اور آپ کی بیٹی کی جوانی قبر کی مٹی بن جائے۔

نکاح انسانی فطرت کا تقاضا اور ایمان کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ جب اولاد بلوغت کی عمر کو پہنچ جائے، تو "کیریئر"، "سیٹلمنٹ" یا "مناسب وقت" کے انتظار میں سالہا سال ضائع کرنا دراصل ان کی عفت اور حیا کو خطرے میں ڈالنا ہے۔ یاد رکھیے! رزق کا وعدہ اللہ نے کیا ہے، اور نکاح برکت کا دروازہ کھولتا ہے، رکاوٹ نہیں بنتا

جہیز کی نمائش کی ہوس اور مہنگی شادیوں کے رواج نے نکاح جیسے آسان عمل کو ناممکن بنا دیا ہے۔ جس معاشرے میں نکاح مشکل ہو جائے، وہاں گناہ سستا اور عام ہو جاتا ہے۔ ہم پر لازم

ہے کہ ہم "لوگ کیا کہیں گے" کے خوف کو نکال کر اللہ کے رسول ﷺ کی اس پیاری سنت کو اپنائیں کہ "**بہترین نکاح وہ ہے جس میں بوجھ کم سے کم ہو**

بہنیں اور بیٹیاں گھر کی رونق ہوتی ہیں، انہیں "کمانے والی مشین" یا "گھر کی خادمہ" بنا کر ان کی جوانی کی بہاروں کو قید کرنا ظلمِ عظیم ہے۔ بھائیوں اور والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی انا اور مادی ضرورتوں پر اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے گھر بسانے کو ترجیح دیں۔

اسلاف کا روشن راستہ اور سنت کی برکات

پچھلے صفحات پر ہم نے ان سسکتی جوانیوں اور ٹوٹے ہوئے خوابوں کا ذکر کیا جن کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ ایک ایسے معاشرے میں پیدا ہوئیں جہاں نکاح کو "بوجھ" اور مادی معیاروں کو "عزت" سمجھ لیا گیا۔ لیکن کیا اسلام کا تصورِ نکاح یہی ہے؟ کیا ہمارے اسلاف نے بھی بیٹیوں کو گھر بٹھائے رکھا اور بیٹوں کو صرف بینک بیلنس دیکھ کر رشتے کرنے کا سبق دیا؟ ہر گز نہیں

تاریخِ اسلام کے دریچوں سے جب ہم نبوی ﷺ عہد اور تابعین کے مبارک دور کو دیکھتے ہیں، تو ہمیں وہاں مادیت کے بجائے محبت، نمائش کے بجائے سادگی اور ڈر کے بجائے توکل نظر آتا ہے۔ وہاں رشتہ طے کرتے وقت یہ نہیں دیکھا جاتا تھا کہ لڑکے کا گریڈ کیا ہے یا لڑکی کتنا جہیز لائے گی، بلکہ وہاں کی بنیاد صرف "دین" اور "خلق" پر تھی

نبی کریم ﷺ نے ہمیں وہ معیار دیا جس نے معاشرے کے ٹھکرائے ہوئے "جلیبیب" جیسے صحابی کو بھی وہ مقام عطا کیا کہ کائنات کے سردار ﷺ نے انہیں

اپنا قرار دیا۔ تابعین کے دور میں "امام سعید بن مسیب" جیسے عظیم اسلاف نے ثابت کیا کہ بیٹی کا اصل مستقبل محلوں میں نہیں بلکہ تقویٰ کے سائے میں ہے۔ اور "حضرت عبدالرحمٰن بن عوف" کی زندگی یہ گواہی دیتی ہے کہ نکاح رزق کو کم نہیں کرتا، بلکہ آسمان سے برکتوں کے وہ دروازے کھولتا ہے کہ مٹی بھی سونا بن جاتی ہے۔

آیئے! اب ان ایمان افروز واقعات کی روشنی میں دیکھیں کہ جب نکاح "سنت" کے مطابق ہوتا ہے تو اللہ کی رحمت کیسے برستی ہے اور کس طرح ایک مفلس کا گھر بھی جنت کا نمونہ بن جاتا ہے۔ یہ واقعات ان تمام والدین اور بھائیوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں جو مصلحتوں کے نام پر اپنی امانتوں کی زندگیاں برباد کر رہے ہیں۔

حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ اور ان کے نکاح کا واقعہ

مدینہ کی گلیوں میں ایک ایسے صحابی رہا کرتے تھے جن کا نہ کوئی عالی شان قبیلہ تھا، نہ مال وزر کی فراوانی اور نہ ہی وہ ظاہری حسن و جمال کے مالک تھے۔ لیکن کائنات کے سردار حضور نبی کریم ﷺ کی نظرِ انتخاب اس گدا پر تھی جسے دنیا نے پسِ پشت ڈال دیا تھا۔

ایک روز رحمتِ عالم ﷺ نے ایک انصاری صحابی سے ان کی بیٹی کا رشتہ طلب کیا۔ انصاری والد کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا کہ شاید دو جہاں کے والی ان کے گھر کے داماد بننا چاہتے ہیں، مگر جب آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ رشتہ اپنے جلیبیب کے لیے مانگ رہا ہوں وہ ہچکچاتے ہوئے گھر پہنچے اور اپنی اہلیہ کو ماجرا سنایا۔ ماں کی ممتا نے بھی وہی کہا جو دنیا کہتی ہے، "کیا ہمیں جلیبیب ہی ملے تھے؟ ہم نے تو بڑے بڑے سرداروں کے رشتے ٹھکرا دیے"۔ والدین ابھی اس تذبذب اور پریشانی میں مبتلا تھے کہ پردے کے پیچھے سے اس نیک بخت بیٹی کی آواز آئی جس کے نصیب کا ستارہ عرش پر چمکنے والا تھا۔ اس نے اپنے والدین سے وہ تاریخی جملہ کہا جس نے ایمان کی حقیقت واضح کر دی: "والد محترم! کیا آپ اللہ کے رسول ﷺ کے فیصلے کو رد کریں گے؟ اگر حضور ﷺ میرے لیے جلیبیب کو پسند فرما رہے ہیں، تو خدا کی قسم میں اس پر راضی ہوں، اللہ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا"۔

نبی کریم ﷺ کو جب اس بیٹی کے ایمان کا پتہ چلا تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اس پر خیر کے دروازے کھول دے اور اس کی زندگی میں تنگی کا نام و نشان نہ رکھ۔ پھر وہ نکاح ہوا جو سادگی اور اطاعت کی عظیم مثال بنا۔ ابھی شادی کی خوشیاں پوری طرح گھر میں اتریں بھی نہ تھیں کہ جہاد کی پکار بلند ہوئی۔ حضرت جلیبیب جو کل تک گوشہ گمنامی میں تھے، آج رشتہ نکاح کی برکت سے جذبہ جہاد سے سرشار میدانِ جنگ میں تھے۔ جب معرکہ ختم ہوا تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ کیا کوئی گم ہے؟ لوگوں نے کچھ نام لیے مگر جلیبیب کا نام کسی نے نہ لیا کہ وہ کسی بڑے قبیلے کے نہ تھے۔ تب آپ ﷺ نے غمگین ہو کر فرمایا: "لیکن میں تو جلیبیب کو گم پاتا ہوں، اسے تلاش کرو"۔

تلاش شروع ہوئی تو دیکھا گیا کہ جلیبیب سات دشمنوں کو قتل کرنے کے بعد خود بھی جامِ شہادت نوش کر چکے تھے۔ اللہ کے نبی ﷺ وہاں تشریف لائے، ان کے سر کو اپنی مبارک گود میں رکھا، ان کے چہرے سے مٹی صاف کی اور وہ جملہ کہا جو کائنات کی تمام تر دولت سے بڑھ کر ہے: "اس نے سات کو مارا اور پھر شہید ہوا، **یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں"۔**
آپ ﷺ نے جلیبیب کی قبر اپنے ہاتھوں سے کھودی اور اس بیٹی کا گھر ایسا بابرکت ہوا کہ مدینہ میں ان کے گھر سے زیادہ مالدار اور سخی گھرانہ کوئی نہ رہا

حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کا یہ ایمان افروز واقعہ ان تمام لوگوں کے لیے ایک تازیانہ عبرت ہے جو شادی جیسے مقدس فریضے کو صرف "رنگ وروپ" اور "بینک بیلنس" کے ترازو

میں تولتے ہیں۔ اس واقعے سے حاصل ہونے والے اسباق کو اگر ہم اپنی زندگیوں میں شامل کر لیں، تو شادی ایک بوجھ نہیں بلکہ سکون اور برکت کا ذریعہ بن جائے۔

حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کے پاس نہ تو ظاہری حسن تھا اور نہ ہی مال و دولت، لیکن ان کے پاس اطاعتِ رسول ﷺ کا وہ گوہر نایاب تھا جس نے انہیں دو جہاں میں سرخرو کر دیا۔ سبق یہ ہے کہ جب ہم رشتہ ڈھونڈتے وقت صرف ظاہری ٹیپ ٹاپ دیکھتے ہیں، تو ہم اس "باطنی نور" کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو گھر کو جنت بناتا ہے

اس واقعے کا سب سے روشن پہلو اس نیک بخت لڑکی کا جواب ہے۔ اس نے اپنے والدین کو یاد دلایا کہ برکت خوبصورتی میں نہیں، بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا میں ہے۔

لوگوں نے جلیبیب رضی اللہ عنہ کو ان کے قبیلے اور صورت کی وجہ سے بھلا دیا تھا، لیکن کائنات کے سردار ﷺ نے فرمایا: "**یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں**

جس شخص کو اللہ کا رسول ﷺ اپنا کہہ دیں، اس سے بہتر رشتہ کائنات میں اور کیا ہو سکتا ہے؟ آج ہم مالدار داماد تو ڈھونڈ لیتے ہیں، لیکن کیا وہ اخلاق میں بھی مالدار ہے؟ کیا وہ نبی کریم ﷺ کی سنتوں کا امین ہے؟

آج کتنے ہی والدین ہیں جو "شہزادوں" اور "پریوں" کی تلاش میں بیٹھے رہتے ہیں اور جب وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے، تو سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں بچتا۔ حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہمیں سکھاتا ہے کہ سادگی میں برکت ہے: اگر لڑکا نیک، محنتی اور با اخلاق ہے، تو

غربت دور ہو سکتی ہے (جیسا کہ اس بیٹی کے لیے اللہ نے برکت کے دروازے کھول دیے)۔
رشتوں میں بے جا تاخیر معاشرتی برائیوں کو جنم دیتی ہے۔

لوگو! شادی کو مشکل نہ بناؤ۔ اگر کسی میں دینداری اور اچھا اخلاق دیکھو تو اسے قبول کر لو۔
حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کی طرح جو لوگ دنیا کی نظر میں "عام" ہوتے ہیں، اللہ کی نظر میں وہی "خاص" ہو سکتے ہیں۔ اس واقعے سے سبق لیتے ہوئے ہمیں ظاہری معیاروں کو توڑ کر سیرت اور ایمان کو رشتہ داری کی بنیاد بنانا چاہیے، تاکہ ہمارے گھر بھی اسی طرح برکت اور سکون کا گہوارہ بنیں جیسے اس صحابیہ کا گھر بنا تھا

خلافتِ وقت پر فقرِ باکمال کی برتری: امام سعید بن مسیب کی بصیرت

ابو وداعہ ایک مفلس طالب علم تھے جن کی اہلیہ کا انتقال ہو چکا تھا اور وہ اپنی غربت کی وجہ سے دوسرا نکاح کرنے کی ہمت نہ رکھتے تھے۔ ایک روز امام صاحب نے ان سے پوچھا کہ تم شادی کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے عرض کی کہ میرے پاس تو صرف دو درہم ہیں، مجھے کون اپنی بیٹی دے گا؟ وقت کے عظیم امام نے جواب دیا کہ میں تمہیں اپنی بیٹی دوں گا۔ وہ بیٹی جس کا رشتہ وقت کے خلیفہ عبد الملک بن مروان نے اپنے بیٹے کے لیے مانگا تھا اور امام صاحب نے انکار کر دیا تھا، آج اس کا نکاح مسجد میں چند درہم کے عوض ایک غریب شاگرد سے پڑھا دیا گیا۔

ابو وداعہ کہتے ہیں کہ میں نکاح کے بعد گھر آیا تو پریشان تھا کہ گھر میں چراغ کے لیے تیل تک نہیں ہے، میں اس شہزادی کو کہاں رکھوں گا؟ رات کے اندھیرے میں دروازے پر دستک ہوئی، دیکھا تو امام صاحب اپنی بیٹی کے ساتھ کھڑے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے سوچا کہ تم تنہا ہو، تمہاری بیوی تمہارے پاس ہونی چاہیے۔ وہ نیک بخت عورت جب گھر میں داخل ہوئی تو اس نے اپنے علم، تقویٰ اور محبت سے اس غریب کے گھر کو جنت بنا دیا۔

یہ واقعات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ نکاح تنگی کا نہیں بلکہ وسعت اور اللہ کی رحمت کا راستہ ہے۔ جس نے اللہ پر بھروسہ کرکے سنت کی پیروی میں قدم اٹھایا، اسے اللہ نے کبھی تنہا نہیں چھوڑا اور اس کے رزق و سکون کی ذمہ داری خود اٹھالی۔

اس واقعے کے پسِ پردہ کئی ایسی حکمتیں پوشیدہ ہیں جو آج کے دور کے مادی معیاروں کو پاش پاش کر دیتی ہیں

وقت کے عظیم امام، سعید بن مسیب نے اپنی بیٹی کے لیے شہزادے کے رشتے کو ٹھکرا کر ایک مفلس شاگرد کا انتخاب کیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایک صالح باپ کے نزدیک بیٹی کا مستقبل محلوں میں نہیں بلکہ ایک **بااخلاق اور صاحبِ علم** شوہر کے سائے میں محفوظ ہوتا ہے۔

ابو وداعہ کے پاس صرف دو درہم تھے، لیکن نکاح کی برکت سے اللہ نے انہیں وہ بیوی عطا کی جو علم و تقویٰ کا پیکر تھی۔ یہ واقعہ قرآن کے اس وعدے کی عملی تفسیر ہے کہ "اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا"۔

وہ نکاح جس پر خلیفہِ وقت کروڑوں خرچ کرنے کو تیار تھا، مسجد میں چند درہم کے عوض سادگی سے ادا ہوا۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ جب نکاح سے نمائش اور اسراف ختم ہو جاتا ہے، تو اس میں اللہ کی رحمت اور سکونِ قلب شامل ہو جاتا ہے۔

امام کی بیٹی جو مدینہ کے سب سے امیر گھرانے میں جاسکتی تھی، ایک مفلس کے گھر میں چراغ کے تیل کی کمی پر پریشان نہیں ہوئی، بلکہ اپنے علم اور محبت سے اس گھر کو جنت بنادیا۔ یہ سبق ہے ان خواتین کے لیے جو شوہر کے اخلاق کے بجائے اس کی جیب دیکھتی ہیں۔

اولاد کے رشتے طے کرتے وقت دنیاوی جاہ و جلال کے بجائے **"دین اور امانت داری"** کو بنیاد بنائیں۔ اگر رشتہ دار نیک اور مخلص ہے، تو اللہ تعالیٰ دنیاوی وسائل خود بخود پیدا فرمادیتا ہے۔

یہ واقعہ ہمیں پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اگر ہم اپنی بیٹیوں کے نصیب کو سنوارنا چاہتے ہیں، تو انہیں "قیمتی سامان" کے ساتھ نہیں بلکہ **"قیمتی انسان"** کے حوالے کریں۔ شادی کا اصل مقصد سکونِ زندگی ہے، جو سونے چاندی سے نہیں بلکہ سنتِ نبوی ﷺ کی اتباع اور باہمی تقویٰ سے حاصل ہوتا ہے۔

نکاح: فقر سے غنی ہونے تک کا سفر

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہے، جو مدینہ ہجرت کر کے آئے تو ان کے پاس کچھ بھی نہ تھا، یہاں تک کہ وہ غربت کے اس مقام پر تھے کہ سر چھپانے کو چھت بھی میسر نہ تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا، تو حضرت عبد الرحمٰن نے اپنے انصاری بھائی کی جائیداد میں حصہ لینے کے بجائے محنت مزدوری کو ترجیح دی۔

ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے کپڑوں پر زرد رنگ (خوشبو) کے نشانات تھے۔ رحمتِ عالم ﷺ نے مسکرا کر پوچھا: "اے عبد الرحمٰن! یہ کیا ہے؟" انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کر لیا ہے"۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "تم نے مہر میں کیا دیا؟" انہوں نے جواب دیا: "سونے کی ایک گٹھلی کے برابر سونا"۔ تب آپ ﷺ نے وہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا جو رہتی دنیا تک کے لیے نکاح کی برکت کی سند بن گیا **ولیمہ کرو، چاہے ایک بکری ہی کیوں نہ ہو، اللہ تمہارے مال میں برکت عطا فرمائے** مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس نکاح کی برکت ایسی تھی کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف فرماتے تھے کہ میں جس پتھر کو بھی ہاتھ لگاتا تھا، مجھے اس کے نیچے سے سونا اور چاندی ملنے کی امید ہوتی تھی۔ وہ مدینہ کے امیر ترین تاجر بنے، اور یہ سب اس نکاح کی برکت تھی جو انہوں نے بے سروسامانی کے عالم میں سنت کی پیروی میں کیا تھا

اکثر لوگ سوچتے ہیں کہ "جب پیسے جمع ہو جائیں گے تب شادی کریں گے"، جبکہ یہ واقعہ سکھاتا ہے کہ **پیسے شادی سے نہیں، بلکہ شادی پیسوں کے آنے کا ذریعہ بنتی ہے۔** حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس حال میں نکاح کیا جب ان کے پاس کچھ نہ تھا، اور پھر اسی نکاح کی برکت نے انہیں مدینہ کا سب سے بڑا تاجر بنا دیا۔ آج ہم نے شادی کو لاکھوں کے اخراجات اور نمائش کا نام دے دیا ہے، جس کی وجہ سے یہ ایک مشکل کام بن گیا ہے۔ اگر سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق نکاح میں سادگی اور مہر میں آسانی پیدا کی جائے، تو اللہ تعالیٰ غیب سے راستے نکالتا ہے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نہ صرف اللہ پر بھروسہ کیا بلکہ اپنے ہاتھ سے کام کرنے (تجارت) کو ترجیح دی۔ جب بندہ سنت کی نیت سے قدم اٹھاتا ہے، تو کائنات کا نظام اس کی مدد کرنے لگتا ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں "ولیمہ" کرنے کی تلقین کی اور برکت کی دعا دی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جو نکاح سنت کے طریقے پر ہو، اس میں مٹی بھی سونا بن جاتی ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ میں برکت ہو اور رزق کے دروازے کھل جائیں، تو اللہ کے وعدے پر یقین رکھتے ہوئے نکاح کی سنت کو پورا کریں۔ یہ وہ سودا ہے جس میں خسارہ ممکن ہی نہیں۔

بیٹیوں کے نصیب یا سماجی انا فیصلہ آپ کا

اے والدین! آپ کی بیٹیاں آپ کے گھر میں اللہ کی رحمت اور اس کی دی ہوئی امانت ہیں۔ لیکن یاد رکھیں، اس رحمت کو "حسرت" میں بدلنے والے اکثر خود والدین کے اپنے بنائے ہوئے غیر فطری معیار ہوتے ہیں۔

آپ ایک ایسے "مثالی شہزادے" کی تلاش میں ہیں جس کے پاس دولت بھی ہو، حسن بھی ہو، اپنا گھر بھی ہو اور اونچا خاندان بھی۔ اس خیالی تلاش میں آپ کی بیٹی کی عمر کی بہاریں خزاں میں بدل رہی ہیں۔ یاد رکھیں، **گزرے ہوئے دن اور ڈھلتی ہوئی عمر کبھی لوٹ کر نہیں آتی۔** کیا آپ کی انا اس کی خاموش آہوں سے زیادہ قیمتی ہے؟

رزق اللہ کے دست قدرت میں ہے، انسان کے نہیں

آپ مالدار رشتہ اس لیے ڈھونڈتے ہیں تاکہ بیٹی خوش رہے، لیکن کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ قارون بہت مالدار تھا مگر سکون سے محروم تھا؟

حضرت جلیبیب کے پاس مال نہیں تھا، مگر اللہ کے رسول ﷺ کی دعا تھی۔ ابو وداعہ کے پاس چراغ کا تیل نہیں تھا، مگر امام کی بیٹی کے لیے وہی گھر جنت بن گیا۔

خوبصورت چہرہ چند سالوں میں بدل جاتا ہے، لیکن خوبصورت کردار (اخلاق) قبر تک ساتھ نبھاتا ہے۔ جو لوگ صرف "خوبصورتی" دیکھ کر رشتہ کرتے یا کرواتے ہیں، وہ دراصل ایک

عارضی چیز کا سودا کر رہے ہوتے ہیں۔ حقیقی سکون اس مرد کے ساتھ ملتا ہے جو اللہ سے ڈرنے والا ہو، کیونکہ ایسا شخص اگر محبت کرے گا تو عزت دے گا، اور اگر ناراض ہو گا تو ظلم نہیں کرے گا۔

جب کوئی نیک اور با اخلاق رشتہ آئے اور آپ اسے صرف اس لیے ٹھکرا دیں کہ وہ "امیر" نہیں ہے یا "خوبصورت" نہیں ہے، تو آپ اللہ کی تقسیم پر اعتراض کر رہے ہوتے ہیں۔

مدینہ کی اس بیٹی نے جب اللہ کے رسول ﷺ کے فیصلے (حضرت جلیبیب) پر سر جھکایا، تو اللہ نے اسے شہر کی سب سے خوشحال خاتون بنا دیا۔ اللہ کی رضا میں برکت ہے، اور آپ کی انا میں صرف پچھتاوا۔

ایک تلخ حقیقت

آج آپ کے پاس رشتوں کی لائن لگی ہے اور آپ "انتخاب" (Selection) کر رہے ہیں، لیکن کل جب عمر نکل جائے گی تو شاید آپ کو "سمجھوتہ" (Compromise) کرنا پڑے۔ اس وقت کا پچھتاوا بہت گہرا ہو گا جب آپ کی بیٹی تنہائی کی زندگی گزار رہی ہو گی اور آپ اس کے ذمہ دار ہوں گے

والدین کے لیے مخلصانہ مشورہ

نکاح کو اتنا سستا اور آسان بنائیں کہ گناہ مہنگا ہو جائے۔

لڑکے کی محنت، سچائی اور نماز دیکھیں۔ اگر وہ محنتی ہے تو رزق اللہ دے دے گا۔

بیٹی کی دعا اور اس کی عمر کا خیال رکھیں۔ اسے کسی محل کی زینت بنانے کے بجائے کسی "صالح انسان" کی زندگی کا سکون بنائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی انا کے بت توڑنے اور سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نکاح کے فضائل پر مشتمل قرآنی آیات

اسلام میں نکاح محض ایک سماجی معاہدہ نہیں بلکہ ایک مقدس عبادت اور سنتِ انبیاء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کے نظام کو جوڑوں کی شکل میں تخلیق فرمایا اور انسانی بقا، عفت اور سکونِ قلب کے لیے نکاح کا راستہ متعین کیا۔ قرآنِ کریم نکاح کو "میثاقِ غلیظ" (مضبوط عہد) قرار دیتا ہے، جو دو اجنبی روحوں کے درمیان الفت، رحمت اور مودت کا ایسا رشتہ استوار کرتا ہے جس کی مثال کسی دوسرے انسانی تعلق میں نہیں ملتی۔ یہ عمل نہ صرف انسان کے ایمان کی تکمیل کا ذریعہ ہے بلکہ معاشرے کو فواحش سے پاک رکھنے اور ایک صالح نسل کی آبیاری کا سنگِ بنیاد بھی ہے۔

نکاح کی اہمیت، اس کے ثمرات اور معاشرتی فوائد کو سمجھنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے کلام سے بڑھ کر کوئی اور رہنمائی نہیں ہو سکتی۔ ذیل میں ہم نکاح کی فضیلت پر مشتمل وہ قرآنی آیات پیش کرتے ہیں جو اس رشتے کی عظمت کو آشکار کرتی ہیں

1. سکون اور رحمت کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡہَا وَ جَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَّوَدَّۃً وَّ رَحۡمَۃً ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ﴿۲۱﴾

سورۃ الروم، آیت 21

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی، بے شک اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔"

آیت میں نکاح کا اصل مقصد "تسکین" (سکون حاصل کرنا) بتایا گیا ہے۔

نکاح محض جنسی جبلت کی تسکین کا نام نہیں، بلکہ یہ انسان کو وہ ذہنی، قلبی اور روحانی سکون فراہم کرتا ہے جو اسے دربدر کی ٹھوکروں اور آوارہ مزاجی سے بچا کر ایک مرکز پر متمکن کر دیتا ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے جائے پناہ اور باعثِ اطمینان ہوتے ہیں۔

نکاح سے پہلے دو اجنبی انسانوں کے درمیان کوئی تعلق نہیں ہوتا، لیکن نکاح کے بول ادا ہوتے ہی اللہ ان کے دلوں میں دو جذبے پیدا کر دیتا ہے

مودت اس سے مراد وہ ابتدائی جوش اور قلبی لگاؤ ہے جو میاں بیوی کو ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے۔

رحمت (شفقت) : جب بڑھاپا آجائے یا حسن و جمال ماند پڑ جائے، تو وہاں "رحمت" کا جذبہ کام کرتا ہے، جہاں انسان ایک دوسرے کا خیال جذبات سے بڑھ کر ہمدردی اور انسانیت کی بنیاد پر رکھتا ہے۔

اس آیت میں لفظ "لکم" (تمہارے لیے) سے معلوم ہوا کہ عورتیں مردوں کے لیے پیدا کی گئی ہیں تاکہ وہ سکون پائیں۔ اس آیت میں نکاح کے اس عظیم مقصد کی طرف اشارہ ہے جو موجودہ دور کے مادہ پرست معاشرے کی نظروں سے اوجھل ہے، یعنی "سکونِ قلب

غربت سے غنا کا وعدہ

نکاح برکت کا باعث ہے، جیسا کہ فرمایا

وَ اَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَ الصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَاِمَآٮِٕكُمۡ‌ ؕ اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ‌ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ (۳۲) سورة النور، آیت: 32

" اور تم میں سے جو لوگ مجرد (بغیر نکاح کے) ہوں ان کا نکاح کر دو، اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو صالح ہوں ان کا بھی، اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا، اور اللہ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔"

سورہ نور کی یہ آیت ان لوگوں کے لیے ایک عظیم مژدہ اور تسلی ہے جو معاشی تنگی یا وسائل کی کمی کی وجہ سے نکاح کے بندھن سے کتراتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایک ایسا معاشی نسخہ بیان فرمایا ہے جو دنیاوی منطق سے بالاتر لیکن حقیقت پر مبنی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" : تم نکاح کے ذریعے رزق تلاش کرو"۔ نکاح کے بعد انسان کی ذمہ داریاں بڑھتی ہیں، تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ آنے والے شریکِ حیات اور مستقبل کی نسل کا رزق بھی اس کے نصیب میں شامل فرما دیتا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جو حساب کتاب کا محتاج نہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

" تین شخص ایسے ہیں جن کی مدد کرنا اللہ کے ذمہ ہے: ایک وہ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے، دوسرا وہ مکاتب غلام جو اپنی آزادی کی رقم ادا کرنا چاہے، اور تیسرا وہ **نکاح کرنے والا جو پاکدامنی کی نیت سے شادی کرے۔** "

)حوالہ: سنن ترمذی، حدیث نمبر: 1655

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

اگر تم غنا(مالداری)چاہتے ہو تو نکاح کرو، کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ انہیں غنی کر دے گا) تفسیرِ قرطبی

نکاح بوجھ نہیں، بلکہ بوجھ اٹھانے والے کندھوں کی تقویت اور خالی ہاتھوں میں برکت لانے کا الٰہی وعدہ ہے۔

3. باہمی تحفظ اور زینت (لباس کی مانند)

میاں بیوی کے تعلق کی نزاکت اور قربت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ)سورة البقره، آیت: **187**

وہ (تمہاری بیویاں) تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو

اللہ تعالیٰ نے کائنات کے سب سے قریبی رشتے کو "لباس" سے تشبیہ دے کر محبت اور قربت کے تمام فلسفے اس ایک جملے میں سمو دیے ہیں۔ لباس اور انسان کا جو تعلق ہے، وہی تعلق میاں بیوی کا ایک دوسرے کے ساتھ ہے

لباس کا سب سے پہلا کام انسان کے جسمانی عیبوں کو چھپانا ہے۔ اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کے محافظ ہوتے ہیں۔ دنیا میں کوئی بھی انسان مکمل نہیں، ہر ایک میں کچھ خامیاں ہوتی ہیں۔ ایک اچھا شریکِ حیات لباس کی طرح ان خامیوں کو ڈھانپ لیتا ہے اور دنیا کے سامنے اپنے ساتھی کی عزت پر آنچ نہیں آنے دیتا۔

انسان لباس پہن کر زیادہ خوبصورت اور باوقار نظر آتا ہے۔ لباس کے بغیر انسان نامکمل ہے۔ اسی طرح نکاح کے بعد انسان کی شخصیت میں ایک نکھار اور وقار پیدا ہوتا ہے۔ بیوی شوہر کی

زندگی کی رونق ہے اور شوہر بیوی کے سر کا تاج اور اس کی زینت ہے۔ ایک دوسرے کے بغیر دونوں کی زندگی ادھوری اور بے رنگ ہے۔

لباس انسان کے جسم کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، لباس اور جسم کے درمیان کوئی تیسری چیز حائل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر واضح کر دیا کہ دنیا میں کوئی بھی رشتہ (حتیٰ کہ ماں باپ اور اولاد کا رشتہ بھی) اتنا قریبی اور بے تکلف نہیں ہو سکتا جتنا میاں بیوی کا رشتہ ہے۔ یہ وہ تعلق ہے جہاں دو روحیں ایک دوسرے میں ضم ہو جاتی ہیں

لباس سردی کی لہروں اور گرمی کی تپش سے جسم کو بچاتا ہے۔ اسی طرح زندگی کے سرد و گرم، پریشانیاں اور معاشرے کی تلخیاں جب انسان کو تھکاتی ہیں، تو شریکِ حیات ایک حصار اور لباس بن کر اسے تھپکیاں دیتا ہے اور سکون فراہم کرتا ہے۔

یہ آیت پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ نکاح محض ایک بوجھ یا ذمہ داری نہیں، بلکہ یہ ایک دوسرے کو اوڑھ لینے کا نام ہے۔ یہ اپنی تنہائیوں کو پاکیزگی میں بدلنے اور ایک دوسرے کی آغوش میں ابدی سکون تلاش کرنے کا نام ہے۔ جو شخص اس آیت کی روح کو سمجھ لے، وہ کبھی اس مقدس رشتے سے دور نہیں رہ سکتا، کیونکہ لباس کے بغیر روح ننگی اور شخصیت ادھوری ہے۔

آدھا ایمان اور مکمل تحفظ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: «مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الْإِيمَانِ، فَلْيَتَّقِ اللَّهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي»[2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

جس شخص نے نکاح کر لیا، اس نے اپنا آدھا ایمان مکمل کر لیا، پس اب اسے چاہیے کہ وہ باقی آدھے (حصے) میں اللہ سے ڈرے

ذرا تصور کریں کہ ایک عمارت کی صرف دو دیواریں ہوں اور چھت غائب ہو، کیا وہ محفوظ ہے؟ ہرگز نہیں! آپ جتنی مرضی نمازیں پڑھ لیں، روزے رکھ لیں، لیکن جب تک آپ نکاح کے بندھن میں نہیں بندھتے، آپ کا "ایمان" خطرات کی زد میں ہے۔ نکاح وہ حصار ہے جو آپ کے کردار کو تحفظ دے کر آپ کے ایمان کو مضبوط اور مکمل کر دیتا ہے۔

انسان کے ایمان کو سب سے زیادہ خطرہ اس کی نظروں کی آوارگی اور شہوانی جذبات سے ہوتا ہے۔ نکاح ان جذبات کو ایک حلال اور خوبصورت رخ دے دیتا ہے۔ جب یہ بڑا راستہ بند ہو

---

[2] الكتاب: المعجم الأوسط أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (260 - 360 هـ)

جاتا ہے، تو گویا ایمان کا آدھا بوجھ ہلکا ہو گیا اور بندہ گناہوں کے دلدل سے نکل کر امن کی وادی میں آ گیا۔

اگر آپ نکاح کی استطاعت رکھتے ہیں اور پھر بھی "کیریئر"، "گھر" یا "بہتر رشتے" کے انتظار میں سالہا سال گزار رہے ہیں، تو یاد رکھیے کہ آپ اپنی زندگی کا قیمتی وقت **ادھورے ایمان** کے ساتھ گزار رہے ہیں۔ کیا آپ کو ضمانت ہے کہ موت سے پہلے آپ کو وہ آدھا حصہ مکمل کرنے کی مہلت ملے گی؟

نکاح ایک بوجھ نہیں بلکہ ایک **نجات** ہے۔ یہ وہ رشتہ ہے جس کے بعد میاں بیوی کا ایک دوسرے کی طرف محبت سے دیکھنا بھی عبادت بن جاتا ہے۔ اگر آپ اپنے رب سے سچی محبت کرتے ہیں، تو اس کے رسول ﷺ کی اس پیاری سنت کو اپنا کر اپنے ایمان کو کاملیت کے درجے پر پہنچائیں۔ اپنے آپ کو تنہائی کے گناہوں سے بچائیں اور نکاح کے ذریعے اپنی زندگی میں نور اور برکت پیدا کریں۔

اصل محتاجی: تنہائی کا دکھ اور دولت کی بے بسی

«عن أبي نجيح، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال مسكين مسكين رجل ليست له امرأة قالوا: يا رسول الله وإن كان له كثير المال؟ قال: وإن كان كثير المال.(مسكينة، مسكينة، مسكينة –ثلاث مرات– امرأةٌ ليس لها زوج. قالوا: يا رسول الله وإن كانت كثيرة المال؟ قال: وإن كانت كثيرة المال» [3]

حضرت ابو نجیح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **مسکین ہے، مسکین ہے وہ مرد جس کی بیوی نہ ہو** صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ اگرچہ وہ بہت زیادہ مالدار ہو (تب بھی مسکین ہے آپ ﷺ نے فرمایا **ہاں اگرچہ وہ بہت زیادہ مالدار ہو** پھر آپ ﷺ نے (تین بار) ارشاد فرمایا **مسکینہ ہے، مسکینہ ہے، مسکینہ ہے وہ عورت جس کا شوہر نہ ہو** عرض کیا گیا یارسول اللہ! اگرچہ وہ بہت زیادہ مالدار ہو آپ ﷺ نے فرمایا **ہاں! اگرچہ وہ بہت مالدار ہو**

نہیں ہماری مادہ پرست دنیا نے ہمیں یہ پٹی پڑھادی ہے کہ اگر بینک بیلنس، گاڑی اور جائیداد ہے تو زندگی مکمل ہے۔ لیکن کائنات کے سب سے سچے انسان ﷺ فرمارہے ہیں کہ جس کے پاس زندگی بانٹنے والا شریکِ حیات نہیں، وہ دنیا کا سب سے بڑا "مسکین" (فقیر اور محتاج)

[3] الكتاب: المعجم الأوسط: أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (260 - 360 هـ)

ہے۔ آپ کے پاس کروڑوں روپے ہوں، لیکن اگر گھر آنے پر آپ کا استقبال کرنے والی محبت بھری آنکھیں نہیں، اور دکھ سکھ بانٹنے والا کوئی دل نہیں، تو آپ ایک محل میں رہنے والے قیدی کے سوا کچھ نہیں۔

عام طور پر مسکین اسے کہا جاتا ہے جس کے پاس کھانے کو روٹی نہ ہو۔ مگر اس حدیث نے "نفسیاتی اور روحانی فقر" کا نقشہ کھینچا ہے۔ تنہائی ایک ایسی بھوک ہے جسے صرف حلال رشتہ ہی مٹا سکتا ہے۔ ایک غیر شادی شدہ مرد یا عورت، چاہے کتنی ہی شاہانہ زندگی گزاریں، وہ اپنی فطری ضرورت اور قلبی سکون کے لیے ہمیشہ محتاج رہتے ہیں۔ ان کی زندگی میں وہ "رنگ" اور "نور" نہیں ہوتا جو ایک گھرانے کی چہل پہل سے حاصل ہوتا ہے۔

حدیث میں عورت کے لیے "مسکینہ" کا لفظ تین بار استعمال کیا گیا، جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک عورت کو شوہر کی صورت میں جو تحفظ، وقار اور قلبی اطمینان ملتا ہے، وہ اسے دنیا کی کوئی دولت یا عہدہ نہیں دے سکتا۔ شوہر صرف نان و نفقہ دینے والا نہیں، بلکہ عورت کی شخصیت کا تکملہ اور اس کا سائبان ہوتا ہے۔

آج کا نوجوان کہتا ہے: "پہلے میں اپنا کیریئر بنالوں، خوب پیسہ کمالوں، پھر شادی کروں گا"۔ اللہ کے نبی ﷺ فرمارہے ہیں کہ وہ پیسہ تمہیں "مسکینی" سے نہیں نکال سکے گا۔ اگر تم اپنی جوانی اور سکون بچانا چاہتے ہو تو اس ظاہری دولت کے پیچھے بھاگنے کے بجائے اس رشتے کی فکر کرو جو تمہیں حقیقت میں "غنی" اور "مالدار" بنادے گا۔

محلوں کی تنہائی سے جھونپڑی کی رفاقت بہتر ہے۔ اللہ نے انسان کو جوڑا جوڑا اس لیے بنایا تا کہ وہ ایک دوسرے کا سہارا بن کر زندگی کا سفر مکمل کریں۔ اگر آپ تنہا ہیں، تو آپ ادھورے ہیں۔ اپنی "مسکینی" کو نکاح کے بابرکت بندھن سے ختم کیجیے اور ایک ایسی زندگی کا آغاز کیجیے جہاں مال کی فراوانی سے زیادہ دلوں کا سکون مقدم ہو۔

نوجوان نسل کو نکاح کی ترغیب اور عفت و عصمت کی حفاظت

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: «يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ». (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ہم سے مخاطب ہو کر) فرمایا: اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو بھی نکاح کی استطاعت (مالی و جسمانی طاقت) رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ وہ نکاح کر لے؛ کیونکہ یہ (نکاح) نظر کو نیچا رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے۔ اور جو (نکاح کی) طاقت نہ رکھتا ہو، تو اسے چاہیے کہ وہ روزے رکھے، کیونکہ روزہ اس کے لیے شہوت کو توڑنے کا ذریعہ (ڈھال) ہے (متفق علیہ: بخاری و مسلم)

انتخابِ رشتہ کے معیار اور دینداری کی اہمیت

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: " «تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَلِجَمَالِهَا، وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ» " (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی عورت سے نکاح (عموماً) چار چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے: اس کے مال کی وجہ سے، اس کے خاندانی شرف (نسب) کی وجہ سے، اس کے حسن و جمال کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے۔ پس تو دیندار عورت کو حاصل کر کے کامیابی پا لے، (اگر ایسا نہ کیا تو) تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں گے (متفق علیہ: بخاری و مسلم)

نیتِ نکاح کی اصلاح اور برکتِ رشتہ کا حقیقی معیار

قَالَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: («مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً لِعِزِّهَا لَمْ يَزِدْهُ اللَّهُ إِلَّا ذُلًّا، وَمَنْ تَزَوَّجَهَا لِمَالِهَا لَمْ يَزِدْهُ إِلَّا فَقْرًا، وَمَنْ تَزَوَّجَهَا لِحَسَبِهَا لَمْ يَزِدْهُ إِلَّا دَنَاءَةً، وَمَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً لَمْ يُرِدْ بِهَا إِلَّا أَنْ يَغُضَّ بَصَرَهُ وَيُحْصِنَ فَرْجَهُ أَوْ يَصِلَ رَحِمَهُ بَارَكَ اللَّهُ لَهُ فِيهَا وَبَارَكَ لَهَا فِيهِ») (رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کسی عورت سے محض اس کی عزت (وجاہ) کی خاطر نکاح کیا، تو اللہ تعالیٰ اس کی ذلت میں ہی اضافہ فرمائے گا؛ اور جس نے کسی عورت سے اس کے مال کی خاطر نکاح کیا، تو اللہ اس کی محتاجی (فقر) ہی بڑھائے گا؛ اور جس نے کسی عورت سے اس کے حسب ونسب (کے فخر) کی وجہ سے نکاح کیا، تو اللہ اس کی کمینگی (پستی) میں ہی اضافہ فرمائے گا۔ لیکن جس شخص نے کسی عورت سے نکاح صرف اس لیے کیا کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھ سکے، اپنی پاکدامنی کی حفاظت کرے یا صلہ رحمی (رشتوں کو جوڑنا) کرے، تو اللہ تعالیٰ اس مرد کے لیے اس عورت میں برکت عطا فرمائے گا اور اس عورت کے لیے اس مرد میں برکت پیدا فرمادے گا (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

ظاہری خوبصورتی ومال کے مقابلے میں دین داری کی فوقیت

وَقَالَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: " «لَا تَتَزَوَّجُوا النِّسَاءَ لِحُسْنِهِنَّ، فَعَسَى حُسْنُهُنَّ أَنْ يُرْدِيَهُنَّ، وَلَا تَتَزَوَّجُوهُنَّ لِمَالِهِنَّ فَعَسَى أَمْوَالُهُنَّ أَنْ تُطْغِيَهُنَّ، وَلَكِنْ تَزَوَّجُوهُنَّ عَلَى الدِّينِ، وَلَأَمَةٌ خَرْمَاءُ سَوْدَاءُ ذَاتُ دِينٍ أَفْضَلُ» " (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ)

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورتوں سے محض ان کے حسن وجمال کی وجہ سے نکاح نہ کرو، کیونکہ ممکن ہے کہ ان کا حسن انہیں ہلاکت (غرور وتکبر) میں ڈال دے؛ اور نہ ہی ان سے ان کے مال کی وجہ سے نکاح کرو، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان کا مال انہیں سرکش (نافرمان) بنا دے۔ بلکہ ان سے ان کے دین کی بنیاد

پر نکاح کیا کرو، اور (یاد رکھو!) ایک کالی رنگت والی باندی (غلام عورت) جس کے کان بھی کٹے ہوئے ہوں لیکن وہ دیندار ہو، وہ (بے دین حسین ومالدار عورت سے) بدرجہا بہتر ہے۔ (رواہ ابنِ ماجہ)

دنیا کی بہترین پونجی: نیکوکار عورت

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: " «الدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ» " (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ پوری دنیا وقتی فائدے کی چیز (پونجی) ہے، اور دنیا کی تمام چیزوں میں سب سے بہتر اور قیمتی اثاثہ 'نیک عورت' ہے۔" (رواہ مسلم)

اللہ کی مدد ونصرت کے حقدار تین افراد

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ: «ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ عَوْنُهُمْ: الْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ، وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ، وَالْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، وَابْنُ مَاجَهْ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے (کرم) پر لازم کر لیا ہے: ایک وہ غلام جو (اپنی آزادی کے لیے) رقم ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، دوسرا وہ نکاح کرنے والا جو (نکاح کے ذریعے) پاکدامنی حاصل کرنا چاہتا ہو، اور تیسرا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا (ترمذی، نسائی، ابنِ ماجہ)

اتباعِ سنت اور کثرتِ امت: تنہائی پسندی کی مذمت

«عن أبان، عن أنس بن مالك –رضي الله عنه قال:كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكره التبتل وينهى عنه نهياً شديداً ويقول: تزوجوا فإني مكاثرٌ بكم الأمم يوم القيامة

قال أهل العربية: (التبتل) : ترك النكاح.»

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بلاوجہ) مجرد رہنے اور شادی نہ کرنے (تبتل) کو ناپسند فرماتے تھے اور اس سے سختی سے منع فرماتے تھے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے تھے تم نکاح کرو، کیونکہ میں قیامت کے دن تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا

اہلِ لغت کے نزدیک "التبتل" سے مراد نکاح ترک کر دینا ہے

ذرا تصور کیجیے! قیامت کا ہولناک دن ہو گا، تمام امتیں جمع ہوں گی، اس وقت ہمارے نبی ﷺ اپنی امت کی کثرت پر فخر فرمائیں گے۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ آپ کی شادی اور آپ کی نسل اس "فخرِ رسول ﷺ" کا حصہ بنے؟ نکاح صرف آپ کی ذاتی ضرورت نہیں، بلکہ یہ حضور ﷺ کی ایک ایسی خواہش ہے جس کا تعلق براہِ راست قیامت کے دن آپ ﷺ کی خوشی سے ہے۔

آج کل لوگ "فیملی پلاننگ" اور "کم بچے" کے مغربی نظریات کے پیچھے بھاگ رہے ہیں، جبکہ اسلام ہمیں ایک مضبوط اور کثیر تعداد والی صالح امت فراہم کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ نکاح کے ذریعے ایک صالح نسل کی آبیاری کرنا دراصل دین کی خدمت اور رسول اللہ ﷺ کے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔

حدیث کے الفاظ "نہیاً شدیداً" (سختی سے منع کرنا) اس بات کی سنگینی کو ظاہر کرتے ہیں۔ جو شخص نکاح کی استطاعت رکھنے کے باوجود اسے بوجھ سمجھ کر ٹالتا ہے، وہ دراصل ایک ایسی روش اختیار کر رہا ہے جو سنتِ نبوی کے سراسر خلاف ہے۔ آپ کی تنہائی آپ کو اللہ کے قریب نہیں کرے گی، بلکہ سنت کے مطابق گھر بسانا آپ کو اللہ کا محبوب بنا دے گا۔

اے نوجوان! تمہارا نکاح کرنا محض تمہارا ذاتی فیصلہ نہیں، بلکہ یہ تمہارے نبی ﷺ کی اس آرزو کی تکمیل ہے جو وہ قیامت کے دن اپنی امت کے بارے میں رکھتے ہیں۔ اپنی جوانی کو

تنہائی کی نذر نہ کرو، بلکہ ایک گھر بسا کر اس عظیم الشان لشکرِ محمدی ﷺ میں اضافے کا سبب بنو جس پر کل اللہ کے رسول ﷺ فخر فرمائیں گے۔

آج ہی ارادہ کیجیے! کیونکہ آپ کا ایک حلال رشتہ، امتِ مسلمہ کی مضبوطی اور حضور ﷺ کی مسکراہٹ کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

معیارِ رشتہ: دین و اخلاق

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: إِذَا أَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ [4]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب **تمہارے پاس کوئی ایسا شخص (نکاح کا پیغام لے کر) آئے جس کے دین اور اخلاق سے تم مطمئن ہو، تو اس سے نکاح کر دو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے (یعنی محض مال و دولت یا دنیاوی جاہ و حشم کو ترجیح دو گے) تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد برپا ہو جائے گا**

[4] الكتاب: سنن سعيد بن منصور أبو عثمان سعيد بن منصور بن شعبة الخراساني الجوزجاني (ت 227

آج ہمارے معاشرے کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ رشتہ طے کرتے وقت سب سے پہلے بینک بیلنس، سرکاری نوکری، بنگلہ اور برادری دیکھی جاتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ "جب تمہارے پاس کوئی مالدار آئے تو رشتہ کر دو" بلکہ فرمایا کہ "جس کے **دین اور اخلاق** سے تم راضی ہو"۔ جب ہم دین کو پیچھے اور دنیا کو آگے رکھتے ہیں، تو وہیں سے فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے

. نبی کریم ﷺ نے کتنا سچا نقشہ کھینچا! جب نیک اور با اخلاق نوجوانوں کے لیے شادی کے راستے مشکل کر دیے جاتے ہیں اور معیار صرف "پیسہ" رہ جاتا ہے، تو نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ نوجوان نسل بے راہ روی کا شکار ہوتی ہے، حیا کا جنازہ نکل جاتا ہے، طلاقوں کی شرح بڑھ جاتی ہے اور ناجائز تعلقات عام ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ "فسادِ عریض" (بڑا فساد) ہے جس کی تپش آج ہر گھر محسوس کر رہا ہے۔

والدین اپنی بیٹیوں کے لیے "بہترین مستقبل" کے نام پر نیک اور صالح رشتوں کو محض اس لیے ٹھکرا دیتے ہیں کہ لڑکا ابھی "سیٹل" نہیں یا اس کی تنخواہ کم ہے۔ یاد رکھیے! اگر آپ نے مال کی خاطر دین دار رشتہ ٹھکرایا، تو آپ اس فتنے کے ذمہ دار ہوں گے جو آپ کی اولاد یا معاشرے میں پھیلے گا۔ رزق دینا اللہ کا کام ہے، لیکن کردار بنانا انسان کی اپنی ذمہ داری ہے۔

. اس حدیث کا اصل پیغام یہ ہے کہ نکاح کے عمل کو اتنا سادہ اور آسان کر دو کہ کوئی بھی صاحبِ کردار نوجوان کنوارا نہ رہے۔ جب نکاح آسان ہو گا تو معاشرے سے گندگی خود بخود

ختم ہو جائے گی۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا معاشرہ پاکیزہ بنے؟ تو پھر دنیاوی معیاروں کی زنجیریں توڑ کر دین اور اخلاق کو عزت دینا سیکھیں۔

شادی کے لیے "پرفیکٹ اسٹیٹس" کا انتظار کرنا چھوڑ دیں، بلکہ "پرفیکٹ کردار" کی قدر کریں۔ وہ گھر کبھی پر سکون نہیں ہو سکتا جہاں دولت تو ہو مگر دین اور اخلاق نہ ہوں۔ اگر آپ اپنی نسلوں کو فتنوں سے بچانا چاہتے ہیں اور زمین پر امن دیکھنا چاہتے ہیں، تو اللہ کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے اس معیار کو اپنالیں۔

یاد رکھیے! نیک شریکِ حیات اللہ کی طرف سے انعام ہوتا ہے، اور انعام کی قدر کرنے میں دیر نہیں کی جاتی۔

استطاعت کے باوجود نکاح سے دوری

«أَنَّ أَبَا نَجِيحٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "مَنْ كَانَ مُوسِرًا لِأَنْ يَنْكِحَ، ثُمَّ لَمْ يَنْكِحْ فَلَيْسَ مِنِّي [5]

حضرت ابو نجیح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

[5]: سنن سعيد بن منصور أبو عثمان سعيد بن منصور بن شعبة الخراساني الجوزجاني (ت 227 هـ)

جو شخص نکاح کرنے کی مالی وجسمانی وسعت (طاقت) رکھتا ہو، پھر وہ نکاح نہ کرے، تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں

نبی کریم ﷺ کے الفاظ "فلیس منی" (وہ مجھ سے نہیں یا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں) وہ خوفناک جملہ ہے جو ایک مومن کی روح فنا کر دینے کے لیے کافی ہے۔ ذرا سوچیے! جس نبی کی شفاعت کے ہم امیدوار ہیں، جس کے نام پر ہم جیتے اور مرتے ہیں، اگر وہی قیامت کے دن فرمادیں کہ "تمہارا مجھ سے کوئی تعلق نہیں" تو ہمارا ٹھکانہ کہاں ہو گا؟ یہ وعید ان لوگوں کے لیے ہے جو اللہ کی دی ہوئی نعمتوں اور طاقت کو سنتِ رسول ﷺ کے خلاف استعمال کرتے ہوئے شادی سے کتراتے ہیں۔

اگر اللہ نے آپ کو معاشی طور پر "موسر" (خوشحال) بنایا ہے اور جسمانی طور پر بھی آپ تندرست ہیں، تو یہ وسائل آپ کے پاس اللہ کی امانت ہیں۔ ان وسائل کو محض اپنی ذات، عیاشی یا تعیشات پر خرچ کرنا اور ایک حلال گھر بسانے سے کترانا ناشکری ہے۔ بہت سے لوگ "آزادی" کے نام پر شادی نہیں کرتے، حالانکہ وہ آزادی نہیں بلکہ نفس کی قید ہے۔

نکاح صرف ایک سماجی ضرورت نہیں بلکہ ایک "مقدس مشن" ہے۔ جب ایک صاحبِ استطاعت شخص نکاح نہیں کرتا، تو وہ نہ صرف اپنی عفت کو خطرے میں ڈالتا ہے بلکہ معاشرے میں ایک ایسا برا نمونہ پیش کرتا ہے جس سے دوسرے لوگ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو وہ رہبانیت (دنیا چھوڑنا) سخت ناپسند تھی جو فطری تقاضوں کو کچل کر اختیار کی جائے۔

آج کے دور میں اسے "پرسنل چوائس" (ذاتی انتخاب) کہہ کر خاموشی سے اپنا لیا گیا ہے کہ "میرا دل نہیں چاہ رہا" یا "مجھے ابھی ضرورت محسوس نہیں ہو رہی"۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ جب آپ استطاعت رکھتے ہوں تو یہ محض آپ کی "چوائس" نہیں رہتی بلکہ یہ اتباعِ رسول ﷺ کا امتحان بن جاتا ہے۔

اے وہ شخص جسے اللہ نے رزق اور صحت دی ہے! اپنی جوانی اور وسائل کو تنہائی کی نذر کر کے رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی مول نہ لو۔ نکاح کے ذریعے خود کو حضور ﷺ کی نسبت سے جوڑ لو۔ یہ رشتہ تمہیں گناہوں سے بچائے گا، تمہارے رزق میں برکت دے گا اور تمہیں اس عظیم خطرے سے نکال لے گا کہ کہیں تم ان لوگوں میں شامل نہ ہو جاؤ جن سے اللہ کے نبی ﷺ نے لاتعلقی کا اظہار فرمایا ہے۔

فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے: تنہائی کی نام نہاد آزادی، یا رسول اللہ ﷺ کی غلامی اور نسبت؟

نکاح اور غنا: فقر سے چھٹکارے کی قرآنی ضمانت

«عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: اطْلُبُوا الْفَضْلَ فِي الْبَاهِ، قَالَ: وَتَلَا عُمَرُ: {إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ} [النور: 32]

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رزق کی وسعت اور فضیلت کو نکاح میں تلاش کرو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی: 'اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا'

فطرتِ انسانی اور سنتِ نبوی ﷺ کے چار درخشندہ ستون

«عَنْ يَحْيَى بْنِ الْعَلَاءِ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "الْخِتَانُ، وَالسِّوَاكُ، وَالتَّعَطُّرُ، وَالنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں میری سنتوں (اور انبیاء کی سنتوں) میں سے ہیں **ختنہ کرنا مسواک کرنا خوشبو لگانا نکاح کرنا**

نکاح میں تاخیر: عقل اور توکل کے منافی ایک رویہ

«عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ رَجُلٍ لَمْ يَلْتَمِسِ الْفَضْلَ فِي الْبَاهِ، وَاللَّهُ يَقُولُ: {إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ} [النور: 32].»

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **میں نے اس شخص جیسا (نادان) کوئی نہیں دیکھا جو نکاح کے ذریعے (اللہ کے) فضل اور برکت کو تلاش نہیں کرتا، حالانکہ اللہ تعالیٰ (خود) فرماتا ہے: 'اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا**

حکمِ الٰہی اور وعدۂ غنا: نکاح خوشحالی کی ضمانت

«عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَرَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ بِالنِّكَاحِ وَرَغَّبَهُمْ، وَوَعَدَهُمْ فِي ذَلِكَ الْغِنَى فَقَالَ: إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے (اپنے بندوں کو) نکاح کا حکم دیا ہے، اس کی طرف رغبت دلائی ہے اور اس (نکاح) پر ان سے غنی و خوشحال ہونے کا وعدہ فرمایا ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: 'اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا'

«عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رضي الله عنه قَالَ: أَطِيعُوا اللَّهَ فِيمَا أَمَرَكُمْ بِهِ مِنَ النِّكَاحِ، يُنْجِزْ لَكُمْ مَا وَعَدَكُمْ مِنَ الْغِنَى، قَالَ تَعَالَى: إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ.»

سعید بن عبد العزیز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ نے تمہیں نکاح کا جو حکم دیا ہے اس میں اللہ کی اطاعت کرو، (اگر

تم ایسا کروگے تو) اللہ تم سے کیا گیا غنی اور خوشحال ہونے کا وعدہ پورا فرمادے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: 'اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا

کفو (برابری) کا رشتہ اور نکاح میں تاخیر: اجر میں کمی کی سنگین وعید

وروي في الخبر عن نبي اللَّه صلى الله عليه وسلم قال لعمر بن الخطاب: " ما فعلت ببناتك؟ " قال: هن عندي يا رسول اللَّه. قال: " وقد حضن؟ " قال: نعم. قال: " إنك لم تحبس واحدة منهن عن كفؤ إلا نقص من أجرك كل يوم قيراط

"روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: 'تم نے اپنی بیٹیوں کے بارے میں کیا (فیصلہ) کیا ہے؟' انہوں نے عرض کی: 'یا رسول اللہ! وہ میرے پاس (گھر میں) ہی ہیں۔' آپ ﷺ نے پوچھا: 'کیا وہ بالغ ہو چکی ہیں؟' انہوں نے عرض کی: 'جی ہاں۔' تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: 'اگر تم نے ان میں سے کسی ایک کو بھی کسی کفو (برابر اور مناسب رشتہ) سے روک کر رکھا (اور نکاح نہ کیا)، تو ہر گزرتے دن کے بدلے تمہارے اجر و ثواب میں سے ایک قیراط کم کر دیا جائے گا۔'

نکاح: رزق کی تلاش کا نبوی ﷺ راستہ

«عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "التسموا الرزق بالنكاح"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رزق کو نکاح کے ذریعے تلاش کرو

حاجت مندی کا نبوی ﷺ علاج اور سنتِ خلفائے راشدین نکاح اور غنا

«عن ابن عجلان أن النبي صلى الله عليه وسلم أتاه رجل فشكا إليه الحاجة فقال: "عليك بالباءة".

وجاء رجل إلى أبي بكر رضي الله عنه -بعد النبي صلى الله عليه وسلم فشكا إليه الحاجة فأمره بالباءة، وجاء رجل إلى عمر رضي الله عنه -بعد أبي بكر رضي الله عنه فشكا إليه الحاجة فقال: عليك بالباءة.

وجاء رجل إلى عثمان بعد عمر رضي الله عنهما فشكا إليه الحاجة فقال: عليك بالباءة. كلًّا يريد قوله تعالى: {إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ} قال ابن عجلان: وقال أبو بكر وعمر رضي الله عنهما: ابتغوا الغنى في النكاح»

ترجمہ: حضرت ابنِ عجلان سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور اپنی تنگی و حاجت مندی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا" : **تم پر نکاح لازم ہے (یعنی نکاح کرو)** پھر حضور ﷺ کے بعد ایک شخص حضرت ابو بکر صدیق کے پاس آیا اور اپنی حاجت مندی کی شکایت کی، انہوں نے اسے نکاح کا حکم دیا۔ پھر حضرت ابو بکر کے بعد ایک شخص حضرت عمر کے پاس آیا اور حاجت مندی کا ذکر کیا، انہوں نے بھی فرمایا:"تم نکاح

کرو"۔ پھر حضرت عمر کے بعد ایک شخص حضرت عثمان کے پاس آیا اور اپنی تنگدستی کی شکایت کی، انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ: "تم پر نکاح لازم ہے

ان تمام حضرات (خلفائے راشدین) کی مراد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تھا کہ **" :اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا"**۔ ابنِ عجلان کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے **مالداری اور خوشحالی کو نکاح میں تلاش کرو**

کثرتِ نسل اور مثالی زوجہ کا انتخاب

وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: «تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ، فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ» (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو بہت زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی ہوں، کیونکہ (قیامت کے دن) میں تمہاری کثرت کے ذریعے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔"

(رواہ ابو داؤد و نسائی)

سچی محبت کی معراج: رشتۂ نکاح

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: " «لَمْ يُرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلُ النِّكَاحِ» " (رواه ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"محبت کرنے والے دو انسانوں کے لیے نکاح جیسی (مؤثر اور بابرکت) کوئی چیز نہیں دیکھی گئی۔" (رواہ ابنِ ماجہ)

طہارتِ نفس اور آزاد عورتوں سے نکاح کی اہمیت

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: «مَنْ أَرَادَ أَنْ يَلْقَى اللَّهَ طَاهِرًا مُطَهَّرًا، فَلْيَتَزَوَّجِ الْحَرَائِرَ» (رواہ ابنِ ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملنا چاہتا ہو کہ وہ (گناہوں سے) پاک وصاف ہو، تو اسے چاہیے کہ وہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے۔" (رواہ ابنِ ماجہ)

تقویٰ کے بعد مومن کی بہترین متاع: صفاتِ زوجۂ صالحہ

وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُ يَقُولُ: «مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَى اللَّهِ خَيْرًا لَهُ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ، إِنْ أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ، وَإِنْ نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ، وَإِنْ أَقْسَمَ عَلَيْهَا أَبَرَّتْهُ، وَإِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ» (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

"مومن نے اللہ کے تقویٰ کے بعد اپنے لیے نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز حاصل نہیں کی؛ (وہ ایسی ہو کہ) اگر شوہر اسے کسی کام کا حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے، اور جب وہ اسے دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے، اور اگر وہ اس پر (کسی بات کی) قسم کھالے تو وہ اس کی قسم پوری کر دے، اور جب وہ اس سے غائب ہو (کہیں باہر جائے) تو وہ اپنے نفس (عفت) اور شوہر کے مال کے معاملے میں اس کی خیر خواہ و وفادار رہے (رواہ ابنِ ماجہ)

نکاح میں برکت کا راز: سادگی اور کم اخراجات

عربی متن

وَعَنْ عَائِشَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: «إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مُؤْنَةً» (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یقیناً سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں بوجھ (اخراجات) سب سے کم ہو (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ان تمام قرآنی ارشادات، فرامینِ نبوی ﷺ اور جگر چھلنی کر دینے والے واقعات سے جو سبق ہمیں ملتا ہے، وہ ہر مسلمان باپ، بھائی اور سرپرست کے لیے مشعلِ راہ ہے

نکاح میں تاخیر: اسباب، اثرات اور حل

1. دولت کی ہوس: صرف مالدار گھرانہ تلاش کرنا۔
   - علاج: دین اور اخلاق کو بنیاد بنائیں۔
2. جہیز کا مطالبہ: سامان کی لسٹیں دیکھ کر رشتہ کرنا۔
   - علاج: سادگی اختیار کریں، یہ غیر شرعی بوجھ ہے۔
3. مستحکم کیریئر کا انتظار" : پاؤں پر کھڑے ہونے" کی غلط تشریح۔
   - علاج: نکاح خود برکت اور وسعتِ رزق کا ذریعہ ہے۔
4. گھر اور گاڑی کی شرط: بنیادی ضرورت کے بجائے عیاشی کی طلب۔
   - علاج: توکل پیدا کریں، سہولیات وقت کے ساتھ آتی ہیں۔

5. سودی ملازمت: بینکنگ یا حرام ذرائع آمدن پر اصرار۔
    - عـلاج: حلال روزی پر قناعت کریں، برکت وہیں ہے۔

وہ رکاوٹیں جو معاشرے کے بنائے ہوئے فرسودہ اصولوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

6. برادری اور نسب پرستی: خاندان سے باہر شادی کو عیب سمجھنا۔
    - عـلاج: تقویٰ کو معیار مانیں، حسب نسب کو نہیں۔
7. الٹی ترجیحات: پہلے بھائی کی شادی یا چھوٹی بہن کا انتظار۔
    - عـلاج: جس کا مناسب رشتہ پہلے آئے، اسے رخصت کریں۔
8. والدین کا اختلاف: گھر کے بڑوں کی باہمی ضد۔
    - عـلاج: بزرگوں کی ثالثی اور نرمی۔
9. لوگ کیا کہیں گے؟: پڑوسیوں اور برادری کے تبصروں کا خوف۔
    - عـلاج: اللہ کی رضا کو لوگوں کی باتوں پر فوقیت دیں۔

جدید دور میں تعلیم اور کیریئر کے نام پر نکاح سے دوری۔

10. پی ایچ ڈی اور اعلیٰ ڈگریوں کی ضد: تعلیم مکمل ہونے تک شادی روکنا۔
    - عـلاج: نکاح کے ساتھ بھی تعلیم جاری رکھی جاسکتی ہے۔
11. کیریئر کی دوڑ: لڑکی یا لڑکے کا صرف اپنے عہدے پر توجہ دینا۔

- علاج: زندگی کے فطری تقاضوں کو مادی ترقی پر مقدم رکھیں۔

وہ وجوہات جن کا تعلق انسان کی سوچ، خوف اور جدید طرزِ زندگی سے ہے۔

12. حد سے زیادہ خوبصورتی کی طلب: ظاہری صورت کو سیرت پر فوقیت دینا۔
    - علاج: خوبصورتی ڈھل جاتی ہے، سیرت ہمیشہ رہتی ہے۔
13. طلاق یا اذیت کا خوف: ماضی کے تلخ مشاہدات کی وجہ سے ڈرنا۔
    - علاج: حسنِ ظن رکھیں اور استخارہ کریں۔
14. موبائل اور گیمز کی لت: ذمہ داریوں سے فرار۔
    - علاج: وقت کی صحیح تقسیم اور بلوغت کا احساس۔
15. شیطانی وسوسے: "ابھی تو جوان ہو" جیسے بہانے۔
    - علاج: گناہ سے بچنے کے لیے نکاح کی ڈھال استعمال کریں۔

جسمانی عوارض یا دیگر وہمی رکاوٹیں جو شادی کی راہ میں دیوار بنتی ہیں۔

16. بیماریوں کا چھپانا یا ڈرنا: ماہواری یا دیگر پوشیدہ مسائل۔
    - علاج: طبی مشورہ لیں، یہ رکاوٹ نہیں ہیں۔
17. جادو اور بد شگونی کا وہم: ہر رکاوٹ کو جادو قرار دینا۔
    - علاج: مسنون اذکار اور عملی کوشش۔

شادی کو مشکل بنانا دراصل گناہ کو سستا کرنا ہے نکاح کو آسان بنائیں تاکہ معاشرہ فتنوں سے پاک ہو سکے اور نسلِ نو کو ایک پر سکون اور حلال زندگی میسر آئے۔

قارئینِ کرام ! اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اس نے اس ادنیٰ مخلص کو "نکاح کی اہمیت اور معاشرتی اصلاح" جیسے اہم موضوع پر چند حروف بکھیرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کتاب کی تیاری میں میرا مقصد محض معلومات فراہم کرنا نہیں، بلکہ ان سسکتی ہوئی زندگیوں اور اجڑتے ہوئے گھرانوں کا نوحہ آپ کے گوش گزار کرنا تھا جو ہماری بے حسی اور غلط رسومات کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں۔

بشر ہونے کے ناطے اس تحریر میں غلطی یا کوتاہی کا امکان ناگزیر ہے۔ میں اپنی اس کاوش کو حرفِ آخر نہیں سمجھتا۔ چنانچہ، آپ کی **رائے، اصلاحی مشورہ یا تعمیری تنقید** میرے لیے مشعلِ راہ ثابت ہو گی۔ اگر آپ کو کہیں کوئی لغزش نظر آئے یا آپ اس موضوع کو مزید بہتر بنانے کے لیے کوئی تجویز دینا چاہیں، تو میں اسے اپنی خوش قسمتی اور آپ کا احسانِ عظیم سمجھوں گا۔

رابطہ و اصلاح آپ اپنی قیمتی رائے یا مشورے کے لیے درج ذیل نمبر پر رابطہ فرما سکتے ہیں

امجد مدنی فون / واٹس ایپ03113256982